UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224303

UNIVERSAL
LIBRARY

جلد ۲۲

نظارہ پرستان

نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے
فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) باپ کا قاتل ۔ خونی تلوار ۔ وغیرہ

مترجم	مصنف
تیرتھ رام فیروزپوری	جارج ڈبلیو ۔ ایم رینالڈس

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو پھر سالانہ قیمت ۱۰ کرکے اب بن جائیے ۔ اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

لال برادرس

مقام اشاعت: دہلی
صدر دفتر: ۷ ۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور
تیج پریس دہلی میں باہتمام سوامی رامانند سنیاسی چھپی
قیمت عمہ
اشاعت اول

حقوق محفوظ

رینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور عبرت خیز ہے۔ قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گزرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع، ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔

۱۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۸۴۲۳ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں حصہ اول کی قیمت [illegible] اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ علاوہ محصولڈاک ہے۔

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکۃ الآرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا، کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں سو وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۱۴۱۲۶ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں ہر حصہ کی قیمت ۱۲ علاوہ محصولڈاک ہے۔

لال برادرس، ۷ پارسٹر روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ ابتک ہمارے اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو ہمیں کارڈ آرڈر بھیجکر اب بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

بائیسویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس کے سب سے زبردست ناول کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۶ء

لال برادرس

دہلی

ہیڈ آفس ۷۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا لاہور

قیمت عہ

اشاعت اول

حقوق محفوظ

نئے نو طبع اور قابل دید ناول

سراج الدولہ - ایک مشہور و معروف بنگالی تصنیف کا پر لطف اردو ترجمہ۔ صوبہ بنگال کے آخری نواب کی زندگی کے تمام و کمال حالات۔ نواب سراج الدولہ کی عیاشیوں کی تصویر۔ انگریزوں سے دشمنی کے حالات اور ان کا بنگال سے نکالا جانا۔ دوبارہ کلکتہ پر قبضہ۔ بلیک ہول کا واقعہ پلاسی کی جنگ وغیرہ وغیرہ تمام واقعات کا حیرت انگیز انکشاف۔ نہایت دلچسپ اور پر از معلومات ناول۔ قیمت ۱ر

بنگالی کہانیاں - نہایت دلچسپ و نتیجہ خیز بنگالی کہانیوں کا ترجمہ۔ نہایت نہایت دلکش کہانیاں لکھی ہیں۔ ہر ایک کہانی بجائے خود کسی دلچسپ ناول سے کم نہیں ہے۔ قیمت ۱ر

رنگیلے ستیارہ - ایک دلکش انگریزی ناول کا ترجمہ جس میں مصر کے ایک ریگستانی تہ خانے اور وہاں کے بدمعاشوں کی ایک خفیہ جماعت کے شیطانی کارناموں کا نقشہ کمال خوبی سے کھینچا گیا ہے۔ قیمت عہ ر

ٹیڑھی کھیر - انگریزی کے پر لطف جاسوسی ناول کا ترجمہ جس کا پلاٹ اس قدر پیچدار اور دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ رئیسوں اور امیروں کی کارگذاریاں۔ عیاروں کی عیاریاں اور ڈاکوؤں کی کرشمہ سازیاں جن کا عشر عشیر بھی ہندوستان میں نظر نہیں آتا۔ قیمت ۱ر

چاند بی بی - کون بشر ایسا ہوگا جس نے چاند بی بی کا نام نہ سنا ہوگا۔ چاند بی بی بیجاپور ریاست کی سلطانہ تھی۔ یہ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں بیجاپور کی حکمران تھی۔ اس ناول میں جو بنگلہ سے ترجمہ ہوا ہے۔ بتلایا گیا ہے کہ چاند بی بی نے کس طرح احمد نگر کو جو اس کے والد کی ریاست اور اسکا وطن تھا۔ اکبر کے ہاتھوں بچایا اور جب تک وہ زندہ رہی اکبر کو احمد نگر کی طرف منہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر وہ دغاباز وزیر کے ہاتھوں سے ماری گئی۔ اس میں چاند بی بی کی بہادری ہمت اور استقلال کا ہو بہو فوٹو کھینچا گیا ہے۔ سرورق پر تصویر دی گئی ہے۔ قیمت عہ ر

مارک پستول - انگریزی کے ایک نہایت دلکش جاسوسی ناول "دی گرل مسٹری" کا ترجمہ ایک نہایت زیرک اور دلیر خاتون کا حیرت انگیز کارنامہ جس نے ایک خون کا مقدمہ برآمد کر کے ایک بے گناہ کو جس پر کہ خود فریفتہ تھی بال بال بچایا۔ ۱۱۵ صفحے۔ قیمت ۱۲ر

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

نظارہ پرستان

بائیسویں جلد

باب ۱۴۱

کرسچن میدان عمل میں

یہ زمانہ کرسچن کے لیئے بے حد مصروفیت کا تھا مگر جتنے فرائض اس نے مرضی سے یا ان دوستوں کے ایما یہ جن کے ساتھ ملکر وہ کام کر رہا تھا اپنے اوپر لیئے ان سب کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا خصوصاً اس لیئے کہ وہ سمجھتا تھا یہ سب کچھ میرے فیاض محسن مسٹر ریڈ کلف حال لارڈ کلینڈن کی بہتری کے لیئے ہو رہا ہے - اس نے مجھ پر لاتعداد احسانات کئے ہیں - مصیبت و افلاس کے دنوں میں اسی نے مجھکو اپنے سایہ عاطفت میں جگہ دی - اور آئندہ بھی جہاں تک ممکن ہے وہ میری بھلائی کے لیئے کوشش کرے گا - وہ لارڈ کلینڈن کی ان بے شمار مشفقانہ عنایتوں کو جو اس نے مسٹر ریڈکلف کی حیثیت میں اس سے کی تھیں - بھولا نہ تھا - بلکہ اس کے دل میں اپنے محسن کے لیئے وہ صحیح احساس شکرگذاری تھا جسے اثرات زمانہ کبھی محو نہیں کرسکتے -

ناظرین کو یاد ہوگا - کس طرح اس کو قصر اوک لینڈس کے دردناک سانحہ کا حال معلوم ہوا تھا - کس طرح اس نے مارچ مونٹ ہوس واقع بلگریو سکوئر میں سارا حال ایک پرانے اخبار میں پڑھا - اور کن حالات میں اس کو باقی تفصیلات بڈھے داروغہ پروس کی زبانی معلوم ہوئی تھیں - آج تک وہ بیٹرام - وین یا لارڈ کلینڈن کو واقعی مجرم سمجھتا تھا - کیونکہ حالات سراسر اس کے خلاف تھے - لیکن یہ خیال تھا ہی نا - دل میں مانا نہ تھا - جیسا کہ آ سمعلوم نہ تھا

کہ مسٹر ریڈکلف کا دوسرا نام ہی لارڈ کلینڈن ہے۔ اس واقعہ سے باخبر ہوتے ہی اس کے خیالات میں انقلاب عظیم پیدا ہو گیا تھا کہ اس اعتقاد نے پختگی حاصل کر لی کہ لارڈ کلینڈن بیگناہ ہے۔ اب حالات کی شہادت نظر انداز ہو گئی۔ وہ واقعات بھی جو اس جرم کا ثبوت مہیا کرتے تھے۔ بے حقیقت نظر آنے لگے۔ شک کا امکان ہی مٹ گیا۔ کیونکہ یہ بات کسی حال میں قابل یقین نہ تھی۔ کہ مسٹر [illegible] فیاض اور بلند نظر آدمی کسی جرم [illegible] چہ جائیکہ جرم قتل کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ مہارانی اندرا سے جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے بے گناہی کے اعتقاد کو اور تقویت دی یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے محسن کو بے قصور ثابت کر دینے کے لئے اس سرگرمی سے کوشش کر رہا تھا۔

انہی کوششوں کے سلسلہ میں وہ مذکورہ واقعات کے چند دن بعد ایک روز ساوتھ ایسٹرن ریلوے میں سوار ہو کر موضع ہیڈ کارن کو روانہ ہوا۔ ایشفورڈ کے قریب اسی چھوٹے سے گاؤں میں جو نصیب ایمی سمتھ اپنی شرم چھپانے کے لئے رہتی تھی۔ دو گھنٹہ کے سفر نے اس کو وہاں پہنچا دیا۔ اور جب وہ اس چھوٹی مگر خوشنما جھونپڑی کے قریب پہنچا جس میں آخری مرتبہ ایمی سے ملاقات ہوئی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ وہ اب تک وہیں رہتی ہے۔ خود اس وقت موجود نہ تھی مگر مسز ولس یعنی اس بیوہ عورت نے جو اس جھونپڑی کی اصلی مالک تھی۔ کرسچن کو پہچان کر اسے بڑے تپاک سے بٹھایا۔ گفتگو سے معلوم ہوا کہ چند ہفتے پیشتر ایمی کے بچہ پیدا ہوا تھا۔ مگر پیدا ہوتے ہی مر گیا۔ اس کے بعد وہ بہت دنوں بیمار رہی۔ اور گو اب مرض رفع ہو چکا تھا۔ تاہم نقاہت باقی تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی ہوا خوری کے لئے باہر گئی ہوئی تھی۔ مسز ولس نے بیان کیا۔ کہ تھوڑی دیر تک آ جائے گی۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ اس غریب کو سب سے زیادہ تکلیف جسمانی نہیں بلکہ ذہنی ہے۔ بارہا غیر معمولی جوش ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کے بعد افسردہ و مایوس ہو کر کئی کئی دن چپ رہتی ہے۔ واضح ہو کہ بیوہ عورت نے یہ باتیں ہمدردی کے انداز سے بیان کی تھیں۔ ورنہ اس کا مقصد ایمی کی غیبت یا مذمت ہرگز نہ تھا۔ اس نے کرسچن کی آمد کے بارہ میں کسی طرح کے بے جا سوالات پوچھے۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایمی بھی آ گئی۔ اس کی بدلی ہوئی صورت دیکھ کر کرسچن کے دل کو بہت صدمہ ہوا۔ ایمی کی عمر پچیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ مگر رنج و ادبار نے چالیس سالہ بنا دیا تھا۔ چہرہ لاغر۔ ہڈیاں نکلی ہوئی۔ اور منہ پہ حسرت اور اداسی برستی تھی۔ جس زمانہ میں کرسچن اور وہ اکٹھے ملازمت کرتے تھے۔ تو ایمی

بہت خوبصورت تھی۔ لیکن بہار حسن کے وہ سب آثار ضعف کے ہاتھوں برباد ہو چکے تھے۔ وہ جو ہمیشہ صاف ستھری پوشاک پہنتی۔ اور جوانی کے بناؤ سنوار کی عادی تھی۔ اب معمولی لباس اور ردی حالت میں نظر آتی تھی۔

کرسچن کو دیکھ کر اس کے زرد فام رخساروں پر خوشی کی سرخی پھیل گئی۔ وہ تہ دل سے اس کی عزت کرتی تھی۔ اس کی آمد نے احساس شکر گذاری کو دوبالا کر دیا۔

"مسٹر ایشٹن" اس نے کرسچن کے سامنے بیٹھ کر کہا۔ "میں بارہا سوچا کرتی تھی کیا تم اس بدنصیب کو بالکل ہی بھول گئے۔ ایسا ہونا باعث حیرت نہ تھا۔ کیونکہ بدنصیب لوگوں کی یاد بہت کم لوگوں کے دل میں باقی رہتی ہے۔ اور رہ بھی جائے تو محض نفرت کی صورت میں۔ مگر میں جانتی ہوں کہ ایسے خیالات تمہارے دل میں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔"

"امی۔ میں نے کئی بار تم کو یاد کیا ہے۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "لیکن ہر دفعہ جب تمہارا خیال آتا۔ تو دل میں بے اختیار رحم و افسوس پیدا ہوتا تھا۔ ایک ایسی بے گناہ عورت سے جس نے خود کوئی خطا نہیں کی۔ بلکہ جو اوروں کے گناہ کی سزا پا رہی ہے۔ نفرت کرنا میرے لئے سراسر غیر ممکن ہے۔ میں ہمیشہ تم کو رحم کے ساتھ یاد کیا کرتا تھا۔ آج تو خیر میں ایک اور معاملہ پر گفتگو کرنے آیا ہوں۔ لیکن ایسا نہ بھی ہوتا تو میں ضرور کسی دن تمہاری حالت دیکھنے آتا۔"

غریب عورت کے پچکے ہوئے رخساروں پر آنسو بہ نکلے۔ اور چہرہ احساس ندامت سے سرخ ہو گیا۔ اسی حالت میں کہنے لگی۔ "غالباً تم نے مسز ولس کی زبانی سن لیا ہو گا۔۔۔"

"ہاں میں نے سب حال سن لیا۔" کرسچن نے کہا۔ "اور مجھے یہ جان کر سخت رنج ہوا۔ کہ تم بہت دنوں بیمار رہی ہو۔ مگر کیا تمہیں ان واقعات کی بھی خبر ہے۔ جو ان دنوں لندن میں پیش آئے ہیں؟"

"بہن بہرین نے حال میں بعض اخبار میرے نام روانہ کئے تھے۔۔۔"

"اور ان سے تم کو معلوم ہو گیا۔ کہ لارڈ کلینڈن ابھی تک زندہ اور پولیس کی حراست میں ہیں۔۔۔"

"ہاں اور اس کے علاوہ میں یہ بھی سن چکی ہوں۔ کہ بدمعاش مائیج مونٹ سخت بیمار ہے۔" پھر اسی حالت میں کہ آنکھیں غصہ کی بجلیاں گرا رہی تھیں۔ اس نے بڑے جوش سے کہا۔ "کاش ظالم میرے انتقام تک زندہ رہے۔ تھوڑے دن گذرے۔ بہن کے ایک خط سے معلوم ہوا تھا۔ کہ اب میرے انتقام

۱۸۴۰

کا زمانہ قریب آرہا ہے ۔۔۔"

"ایمی۔ سچ پوچھو۔ تو میں اسی مضمون پر گفتگو کرنے تمہارے پاس آیا ہوں" کریچن نے قطع کلام کر کے کہا "چند ماہ پیشتر اگلی ملاقات پر جو گفتگو ہوئی تھی۔ غالباً تم اسے بھولی نہ ہوگی۔ اس وقت تم نے کہا تھا۔ کہ میرین میری تجویز انتقام میں مدد گار رہی ہے۔ تم نے ولسن سٹینہوپ سے اس کے تعلق کا بھی ذکر کیا تھا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس شخص سٹینہوپ کے ڈیوک آف مارچ مونٹ سے قریبی تعلقات ہیں۔ ادھر کچھ مدت سے چند آدمی حق و راستی کی حمایت میں مارچ مونٹ کے گرد ایک ایسا جال بن رہے ہیں کہ اگر وہ اس خوفناک بیماری سے جانبر ہو گیا جس میں اس کی اپنی ذہنی اور دماغی پریشانیوں نے مبتلا کر رکھا ہے۔ تو۔۔۔"

"تو! کیا کہتے ہو!" ایمی سٹن نے جس کے دل میں ایک عجیب بحث پیدا ہو گیا تھا۔ چونک کر کہا "کیا لارڈ کلیفڈن کی گرفتاری سے مارچ مونٹ کی اپنی سلامتی خطرہ میں ہے؟"

"میں سر دست ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا" کریچن ایشٹن نے کہا "در اصل مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں یہ اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر تم اپنی جداگانہ تجویز انتقام کو ترک کر کے ان لوگوں کے ساتھ ملنا پسند کرو۔ جو کسی ذاتی کینہ کے لئے نہیں۔ بلکہ حق و انصاف کی حمایت میں ملکر کام کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر تم ان کے ساتھ ملنا اور ان کی تجویز میں تا حد امکان مدد دینا منظور کرو۔۔۔"

"میں تہ دل سے اس کے لئے تیار ہوں" جوان عورت نے غیر معمولی جوش سے جواب دیا "اگر اس موذی کو سزا دینے کا کوئی ذریعہ موجود ہو جس نے مجھ غریب کو تباہ اور برباد کیا۔ تو میں اس کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔"

"ایمی تمہارے دشمن سے خوفناک انتقام لیا جائے گا" کریچن نے جواب دیا "ہاں یہ اتنا بیان کرو۔ کہ تم کس طریقہ سے ہماری امداد کر سکتی ہو؟"

"مسٹر ایشٹن تم سے پوشیدہ نہیں کہ میری بدنصیب اور خطا کار بہن میرین کا ولسن سٹینہوپ سے تعلق ہے۔" ایمی سٹن نے کہا "میں نے اسے بس اسلئے رکھا تھا۔ کہ یہ آدمی سٹینہوپ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی بعض قابل نفرت سازشوں کا حصہ دار تھا۔ تمہیں چاہیئے کہ اس پر اختیار حاصل کر کے مارچ مونٹ کی کمزوریوں سے واقفیت پیدا کرو۔ میری درخواست پر اس نے ایسا کرنا منظور کیا چنانچہ ولسن سٹینہوپ کے پاس رہتے ہوئے وہ ہمیشہ اس سے محبت کی نمائش اور بجا و بیجا اس کی تعریف

کر رہی ہے۔ جسے کہ سٹیفوپ کو اب اس پر پورا اعتبار ہے۔ یہ تم جانتے ہی ہو کہ وہ بڑا اوباش اور شرابی ہے۔ اور بے اعتدالی اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد میں نے اس سے کئی ایک راز کی باتیں معلوم کر لی ہیں۔ اور گو سر دست مجھے ان باتوں کا علم نہیں۔ کیونکہ میں نے دوراندیشی کی راہ سے ان کو قلمبند کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ تاہم اس بات کا میرے دل میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ اگر ان رازوں کا انکشاف کیا جائے۔ تو وہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کے حق میں تباہ کن ثابت ہوں گے۔ میں اس ذریعہ سے انتقام لینے کی امید کر رہی تھی۔ کہ ڈیوک کی شدید بیماری کی خبر سننے میں آئی۔ جس کے متعلق اندیشہ ہوا کہ شاید مہلک ثابت ہو۔ اب میں اس انتظار میں تھی کہ بدن میں تھوڑی طاقت آ جائے۔ تو لندن جا کر وہ ساری باتیں بہن سے معلوم کر دوں۔ جو سٹیفوپ نے نشہ کی حالت یا محبت کے اثر میں ظاہر کی ہیں۔ ۔ ۔"

کرسچن اس بیان کو غیر معمولی دلچسپی کے ساتھ سنتا رہا تھا۔ اب قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ "ایمی۔ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے۔ اس کی بنا پر میں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔"

"مگر ٹھہرو۔ میں ایک شرط عائد کرنا چاہتی ہوں۔" ایمی نے دفعتاً غیر معمولی جوش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔" اور وہ شرط یہ ہے کہ آپ لوگ ڈیوک آف مارچ مونٹ سے خواہ کسی طرح انتقام لیں"

"سنو ایمی" کرسچن نے قطع کلام کر کے کہا" انتقام ہمارا شیوہ نہیں۔ ہم فقط یہ چاہتے ہیں کہ مارچ مونٹ نے اپنی عمر میں جتنی برائیاں کی ہیں۔ ان سب کو ترتیب وار اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ یعنی اس کے سارے جرم ایسے طریقہ پر دکھائے جائیں کہ وہ اسکو جاندار تصویروں کی طرح نظر آئیں۔ اس کے دور معصیت کے شریک۔ یا جو اس کے جرموں سے واقف ہیں۔ ان سب کو ایک ایک کر کے اس کے سامنے لانے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں تم کو بھی ڈیوک کے پیش کیا جائے گا۔"

"بس یہی میں چاہتی تھی۔" بدنصیب عورت نے کہا۔" اب میری خدمات ہر طرح آپ لوگوں کے لئے حاضر ہیں۔ مگر اس بات کا وعدہ کرو۔ کہ جب وقت آئے گا۔ آپ لوگ مجھ غریب کو بھول نہ جائیں گے۔"

"نہیں ایمی۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔" کرسچن نے جواب دیا۔"اس وقت تمہاری موجودگی اشد ضروری ہوگی۔ کل رات میں نے بلگر یو سکوئر میں جو تحقیقات کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ ڈیوک کی بیماری خطرناک ہونے کے باوجود مہلک نہیں۔ یعنی وہ ضرور اس سے جانبر ہو جائے گا۔"

۱۸۴۶

"تو مجھے یہ سن کر کتنی خوشی ہوئی ہے" ایمی سٹن نے جوش سے کہا اور اب اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک پائی جاتی تھی۔

کریچن کو اس جوش انتقام سے بہت رنج ہوا۔ مگر اس نے ایمی کو فہمائش اور ملامت نہیں کی اسے اس کی خدمات درکار تھیں۔ اور وہ اس کے جوش انتقام سے اپنے طور پر کام لینا چاہتا تھا تھوڑی دیر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد جب وہ رخصت ہونے کے لئے اٹھا تو کہنے لگا۔

"ایمی دوست یہیں رہ کر جتنی جلد توانائی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جب تمہاری امداد درکار ہوگی۔ تو اس کی اطلاع کچھ عرصہ پیشتر دے دی جائیگی۔ اس اثنا میں خبر دیتے رہنا۔ کہ اصلاح صحت کی رفتار کیسی ہے۔ تاکہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو۔ کہ ضرورت پر تم سفر کر کے ہمارے پاس آجاؤگی۔"

عورت کی آنکھوں میں ابھی تک خوفناک چمک نظر آتی تھی۔ جوش سے بھرے ہوئے لفظوں میں کہنے لگی۔ "میں اگر بستر مرگ پر بھی دراز ہوئی تو اطلاع آنے پر ضرور پہنچ جاؤنگی۔"

"الوداع!" کریچن نے کہا۔ "مجھے یقین ہے۔ تم اس شخص سے جس نے تمہاری زندگی برباد کی بہت جلد حسب منشا انتقام لے سکوگی۔"

اس کے بعد وہ رخصت ہوا۔ چلتے وقت نازک پیرایہ میں اس نے ایمی کی مالی حالت پر چند سوال پوچھے۔ مگر ایمی سٹن نے ہر قسم کی مدد لینے سے انکار کر دیا۔ کریچن جھونپڑی سے پیدل چل کر ریل کے سٹیشن پر پہنچا۔ اور دوسری گاڑی میں لنڈن روانہ ہو گیا۔

سہ پہر کو تین بجے صدر مقام میں وارد ہو کر وہ سب سے پہلے مسٹر کولمین کے دفتر واقع بیڈفورڈ رو میں گیا۔ وکیل صاحب دفتر ہی میں تھے۔ اور انہوں نے فوراً اسے اپنے پاس بلوایا۔ کریچن نے وہ سب باتیں جو ایمی سٹن سے ہوئی تھیں بیان کیں۔ اور کولمین نے ان کو دلی اطمینان کے ساتھ سنا۔

"سب انتظام تسلی بخش ہو رہا ہے۔" اس نے آخرکار کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہماری اندرا کی سوچی ہوئی تجویز ہر لحاظ سے کامیاب ہوگی۔ ٹریویس میڈم نیجبیک اور برک یہ تینوں ہمارے اختیار میں ہیں۔ ایمی سٹن بھی وقت معینہ پر حاضر ہو جائے گی۔ رہ گیا ولسن سٹینہوپ اب ہمیں سب سے پہلے اس پر توجہ دینی چاہیئے۔ مگر ہاں ایک بات اور بھی ہے..."

"فرمائیے وہ کیا ہے؟" کریچن نے پرشوق لہجہ میں پوچھا۔ "آپ جانتے ہیں کہ اپنے محسن کی خدمت بجا لانے کو مجھے کسی غرض کی انجام دہی سے عذر نہیں ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔" کولین نے تسلیم کیا۔ "اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں اپنی تجویزوں میں ضرور کامیابی ہوگی۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ کے گرد اسی کی زبون کاریوں کا جال مضبوط ہوتا جارہا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی ذلت دیکھنے کو ضرور زندہ رہیگا۔ میں ہر گھڑی اس کی خبریں معلوم کرتا رہا ہوں۔ اور قریباً ایک گھنٹہ پہلے کی اطلاع ہے۔ کہ خطرہ کی حالت گذر چکی۔ اور گو ہذیان اب تک جاری ہے مگر حرقت بہت کم ہو گئی ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ اب کسی طرح کا خطرہ باقی نہیں۔ افسوس۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جسے زندہ کرکے وہ اتنے خوش ہو رہے ہیں۔ اس کی عزت زندگی میں نہیں بلکہ موت میں ہے۔ کیونکہ جس خوفناک امتحان سے اس کو صحت یابی کے بعد گذرنا ہوگا۔ موت اس کے مقابلہ میں بے حقیقت ہے مگر ہاں میں ایک نئے کام کا ذکر کر رہا تھا۔۔۔"

"فرمائیے۔ میں اسے سننے کو ہمہ تن گوش ہوں۔" کرسچن نے جلدی سے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے برکر کے متعلق یہ شبہ کیوں پیدا ہوا تھا۔ کہ اس نے ڈیوک آف مارچ مونٹ کے اشارہ سے مہارانی اندرا کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگرچہ اس کا وار غلطی سے سگونہ پر ہوا؟" مسٹر کولین نے پوچھا۔

"ہاں معلوم ہے۔" کرسچن نے جواب دیا "مسٹر کارنابی کی دی ہوئی اطلاع کے سلسلہ میں پولیس نے جو تحقیقات کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ جب سگونہ پر قاتلانہ وار کیا گیا۔ تو ان دنوں برکر بھیس بدل کر عموماً مہارانی کے بنگلہ کے پاس پھرا کرتا تھا۔۔۔"

"اور چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ جرم ڈیوک آف مارچ مونٹ کی تحریک سے ہوا تھا۔ اس لئے یہ نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہیں۔ کہ اصلی مجرم برکر ہی تھا۔" مسٹر کولین نے کہا "اب لطف دیکھو کہ برکر نے سب باتوں کا اپنے منہ سے اقبال کر لیا ہے۔"

"کیا سچ؟" کرسچن نے انداز حیرت سے پوچھا "اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات سراسر ہمارے حق میں ہوتے جارہے ہیں۔"

"مجھے تو اس معاملہ میں خدا کا اپنا ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے۔" مسٹر کولین نے جواب دیا "کل سر فریڈرک بیتھم کے مکان پر میں نے اس بدمعاش کو سب باتیں تسلیم کرنے پر مجبور کیا۔ اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ سگونہ پر وار کرنے کے بعد جب وہ ڈیوک سے ملا۔ تو ان کی گفتگو ایک عورت مسز آکسنڈن نے سنی تھی۔۔۔"

"مسٹر آکسنڈن!" کرسچن نے چونک کر پوچھا "آہ اب معلوم ہوا کہ ڈیوک سے اس کے گہرے تعلقات کا کیا راز تھا۔"

"دیکھو۔ ہر کوشش ہمارے حق میں مفید ثابت ہو رہی ہے۔" وکیل نے خوش ہو کر کہا۔ "بے سمجھ لوگ ایسے واقعات کو اتفاقی قرار دیتے۔ مگر دانا اسے حکمت کاملہ کا ادنیٰ کرشمہ سمجھتے ہیں۔ خیر معلوم ہو گیا۔ کہ مسز آکسنڈن کا بوجھ ڈیوک نے کس لیے اپنے سر لیا تھا۔ میرے خیال میں اس عورت کی شہادت اور بھی مفید ہو گی۔ میں نے اس کے متعلق جو تحقیقات کی ہے۔ اس سے تمہارے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ وہ طبعی آوارہ مزاج اور بدکردار عورت ہے۔ ڈیوک سے تعلق رکھتے ہوئے اس کی ایک نوجوان سے آشنائی ہے۔ صحیح لفظوں میں وہ اس پر جان دیتی ہے۔ میں اپنے مشاہدہ کی بنا پر کہہ سکتا۔ کہ ایسی حالتوں میں عورت اس مرد پر جس سے اسکو عشق ہو۔ پورا اعتماد کرتی ہے۔ فی الحقیقت جب عورت کسی مرد پر عاشق ہو جائے۔ تو اس کا استقلال عاقبت بینی اور مصلحت کوشی خاک میں مل جاتی ہے۔ اور اس عشق کے اثر میں وہ سب راز اپنے آشنا پر ظاہر کر دیتی ہے۔ پس ہمیں مسز آکسنڈن کو قابو میں لانے کے لیے سب سے پہلے اس کے آشنا ایلکسس ایبور کو قابو میں لانا چاہیے۔ اور یہی وہ کام ہے۔ جو میں تمہارے ذمہ عائد کرنا چاہتا ہوں۔ تم اس نوجوان آلیور سے ملو۔ اور اس سے واقفیت پیدا کرو۔ پھر میں کوئی ایسی تجویز بتاؤں گا جس سے ہم اس کی معلومات سے پورا فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مگر ایک بات کی احتیاط لازم ہے۔ مسز آکسنڈن چونکہ پہلے سے تمکو جانتی ہے اور اسے تم سے نفرت بھی ہے۔ اس لیے اگر ایبور نے اس سے تمہارا ذکر کر دیا۔ تو وہ ضرور اس کو بدگمان کر دے گی۔ پس میرا مشورہ یہ ہے۔ کہ ایلکسس آلیور سے تعلقات پیدا کرتے وقت تم کوئی اور نام اختیار کر لو۔"

"میں آپ کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا۔" کرسچن نے کہا۔ "اور اس پر فوراً ہی عمل کروں گا" تھوڑی دیر ان میں اور باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد کرسچن وکیل کے دفتر سے رخصت ہو گیا۔

باب ۱۴

خفیہ وار

رات کے آٹھ بجے تھے اور ایلکسس آلیور حصہ ویسٹ اینڈ کے ایک ہوٹل میں بیٹھا ہوا پھلوں کے ساتھ کلیرٹ نوش کر رہا تھا۔

اس کی خوبصورتی اور نظر نوازی کا حال اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اب اتنا ہی بیان کرنا کافی ہوگا۔ کہ اس کے خط و خال موزوں اور اعضا بے حد متناسب یہاں تک کہ اپنے اندر عورتوں کی نزاکت رکھتے تھے۔ اکیس سال کی عمر میں اس نے مسز آکسنڈن ایسی شوخ دیدہ عورت پر غیر معمولی اثر پیدا کر لیا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس روپیہ کو جسے وہ ڈیوک آف ماریمونٹ سے حاصل کرتی تھی۔ بے دریغ عیاشی اور خوش عیشی میں برباد کر رہا تھا۔

جیسا بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ ہوٹل میں ایک میز کے پاس بیٹھا ہوا شراب کا گلاس ہاتھ میں لئے اس زمانہ کے دل خوش کن خواب دیکھ رہا تھا۔ جب مسز آکسنڈن ڈچس آف ماریمونٹ کہلائے گی۔ اور اسے اپنے اخراجات کے لئے خوب جی کھول کر روپیہ دیا کرے گی۔ اس میں شک نہیں۔ ڈیوک کی شدید بیماری نے ان امیدوں پر اوس ڈال دی تھی۔ کیونکہ جب وہی مر گیا۔ تو ڈچس بننے کے سامان کہاں رہے۔ لیکن اسی روز سہ پہر کو خبر موصول ہوئی تھی۔ کہ ڈیوک کی حالت میں اصلاح پیدا ہو رہی ہے۔ اور خیال تھا۔ کہ اب وہ بہت جلد صحت یاب ہو جائے گا۔ اس واقعہ کی خوشی میں ایلکسس آلیور ہوٹل میں بیٹھا ہوا خوب جی کھول کر شراب پی رہا تھا۔

کمرہ میں چند آدمی اور بھی کھانے کی میزوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر ایک ایک کر کے سب رخصت ہو گئے۔ حتٰی کہ وہ اکیلا ہی رہ گیا۔ اس حالت میں بیٹھے ہوئے پاؤ گھنٹہ گذرا تھا کہ دروازہ کھلا اور دو آدمی داخل ہوئے۔ ایک کپتان سٹانلے جس کے متعلق غالباً ہمارے ناظرین بھولے نہ ہوں گے۔ کہ قریباً چھبیس سال کا شکیل و وجیہ نوجوان تھا۔ اور جو بات اس سے بھی زیادہ قابل ذکر ہے۔ بالکل بے داغ چال چلن رکھتا تھا۔ اس کا ساتھی ہمارا نوجوان دوست کرسچن ایشٹن تھا۔

مسٹر کولمین سے رخصت ہو کر اس کی ملاقات اتفاقاً کپتان سٹانلے سے ہو گئی تھی۔ اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا۔ کہ وہ ایلکسس آلیور سے قدرے قلیل واقفیت رکھتا ہے۔ اور

کرسچن نے بعض حالات بیان کرکے اس پر واضح کردیا۔ کہ لارڈ کلینڈن کی بہتری کے لئے ایلکس سے کام لینا ضروری ہے۔ چونکہ سٹانلے اس شخص کا جسے وہ پہلے مسٹر ریڈکلف کے نام سے جانتا تھا دیرینہ مداح ہونے کے علاوہ اس لحاظ سے اس کو اپنا محسن سمجھتا تھا۔ کہ ہندوستان کے جنگلوں میں ایک بار اس نے اس کے باپ کی جان بچائی تھی۔ اس لئے وہ فوراً اس کام میں مدد دینے کو تیار ہوگیا۔ علاوہ ازیں کپتان کو آلیور سے دلی نفرت تھی۔ دونوں نے تھوڑی تحقیقات سے یہ بات معلوم کرلی کہ ایلکس عام طور پر کس ہوٹل میں جایا کرتا ہے۔ اور یہ معلوم کرنے کے بعد اب ایسی حالت میں گویا انہیں بالکل خبر نہیں کہ وہاں کس سے ملاقات ہونیوالی ہے۔ اس کمرہ میں داخل ہوئے۔ جہاں ایلکس شراب کی بوتل سامنے رکھے بیٹھا ہوا تھا۔

"کون! میرا دوست کپتان سٹانلے!" آلیور نے اُسے دیکھکر اُٹھتے ہوئے کہا۔ "بھائی تمہیں دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی تھیں۔ شکر ہے۔ آج تم نے بھی ادھر کا رخ کیا۔ ارے یار سچ پوچھو تو۔ تو ایسا لذیذ کھانا جو اس ہوٹل میں تیار ہوتا ہے۔ روئے زمین پر اور کہیں ملتا نہیں۔ کچھوے کا شوربہ کیسا نفیس۔ گوشت کتنا عمدہ۔ اور برف آمیز شراب تو اس جگہ کی سوغات ہے۔"

کپتان سٹانلے نے اس سے گرمجوشانہ مصافحہ کیا۔ کیونکہ دکھاوے کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ پھر کرسچن کو آگے کرکے کہنے لگا۔ "آپ میرے دوست مسٹر کریون ہیں۔"

تعارف ہوچکا تو کپتان سٹانلے نے کہا۔ "افسوس ہمیں بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ اس ہوٹل میں اتنے اعلےٰ کھانے مہیا کئے جاتے ہیں۔ ورنہ ہم ضرور اس کی سرپرستی کرتے۔ خیر اب تو ہم کھانا کھا چکے۔ اور بدقسمتی سے ایک ایسی جگہ کھایا۔ جہاں شراب نہایت بری تھی۔ وہ تو محض اس خیال سے ادھر آنا ہوگیا۔ کہ چلو ایک بوتل کلیرٹ کی پیتے چلیں گے۔"

"تب تو ضرور تشریف رکھئے۔" ایلکس آلیور نے جو کپتان سٹانلے کے رندانہ انداز کو بہت پسند کرتا تھا۔ کہا۔ "اس طرح مسٹر کریون سے ہمارے دوستانہ تعلقات بھی مضبوط ہوجائیں گے۔"

کرسچن نے سر کو ہلکا سا خم دے کر شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد وہ اور سٹانلے ایلکس آلیور کے پاس اُسی میز پر بیٹھ گئے۔ اور کچھ اور کلیرٹ طلب کی گئی۔

تھوڑی گفتگو کے بعد کرسچن اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ بظاہر وہ ایک اشتہار دیکھنا چاہتا تھا۔ جو پاس ہی ایک میز پر رکھا ہوا تھا۔ مگر حقیقت میں اس کا منشا کپتان

۱۸۴۷

سٹانلے کو الیکس آلیور سے علیحدہ گفتگو کا موقعہ دینا تھا۔ جس کے متعلق پہلے ہی ان میں بحث ہو چکی تھی۔

جب کرسچن اپنی جگہ سے اُٹھ کر دوسری میز کے پاس چلا گیا۔ تو الیکس نے آواز دبا کر کپتان سٹانلے سے پوچھا" کیوں یار تمہارا یہ نوجوان ساتھی کون ہے؟ میرے خیال میں تو وہ مجھ سے بھی دو سال چھوٹا نظر آتا ہے۔ مگر ہاں خوبصورتی میں کلام نہیں۔ ایسے ہی شکیل مردوں پر عورتیں جان دیتی ہیں۔"

"میرا دوست کرچن ایک آوارہ مزاج مالدار لڑکا ہے۔" سٹانلے نے جواب دیا۔ "اس کے رشتہ دار اخراجات کے لئے کافی روپیہ دیتے ہیں۔ اس لئے شراب پینے اور جوا کھیلنے کے سوا اس کو کوئی کام نہیں۔ صاف گوئی معاف اس کے مزاج میں تم سے دس گنا زیادہ آوارگی ہے"

"تب تو سچ مچ قابل قدر آدمی ہوگا" الیکس نے کہا "میرا خیال ہے۔ تم نے اسے لنڈن کی دلفریبیاں خوب دکھائی ہوں گی۔ مگر۔۔۔ اور۔۔۔ یہ کیونکر ممکن ہوا؟ میں تو جانتا تھا تم مجسم پارسائی ہو۔۔۔"

"یار آلیور تم سے کیا پردہ ہوگا" سٹانلے نے مسکرا کر جواب دیا "سچ پوچھو تو مرد پارسا ہی سب سے بڑے رند ہوا کرتے ہیں۔ شائد تم نے وہ مثل نہیں سُنی۔ کہ ساکن پانی ہمیشہ گہرا ہوتا ہے۔ تم کو معلوم ہوگا۔ والد کی طبیعت میں سختی بہت ہے۔ ان کے کڑے تیور دل کے ارمان پورے نہیں ہونے دیتے۔ کچھ ان کے ڈر۔ کچھ اخراجات کی کمی سے آجتک دنیا کی لذتوں سے بہرہ یاب نہ ہوا تھا۔ اسی لئے دوستوں نے پارسا مشہور کر دیا۔۔۔"

"گویا شیر اب ماند سے نکلا چاہتا ہے۔" آلیور نے پرمعنی انداز سے کہا "واللہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔ دوست آج میری نظروں میں تمہاری وقعت پہلے سے دس ہزار گنا بڑھ گئی بلکہ شائد یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ پہلے میں تم سے فقط ظاہری محبت کرتا تھا۔ دل کی حالت اس سے مختلف تھی۔"

"جس سے ثابت ہوگیا کہ دلی کو ہمیشہ دلی کی صحبت پسند ہوتی ہے۔" کپتان سٹانلے نے مسکرا کر جواب دیا "چلو اچھا ہے۔ آئندہ گاڑھی چھنا کرے گی۔ جب سے میں نے پابندیوں کی زنجیر توڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہر وقت اس نوجوان کے ساتھ ساتھ رہتا ہوں۔"

"تو کیوں نہیں مجھے بھی تمیری پتی کا شریک بنا لیتے؟" الیکس نے جلدی سے کہا

میں بھی ایک مدت سے نئی صحبت کی تلاش میں ہوں۔ کیونکہ پرانے دوست کچھ تو جدا ہو گئے اور بعض کی طبیعت ہی بدل گئی۔ ایک ان میں سے دیوانی کا مہمان ہے۔ دوسرا فوج کے ساتھ ملک بدر ہو چکا ہے۔ تیسرا مر گیا۔ چوتھے نے شادی کر لی۔ پانچواں ایک کلب میں داخل ہو گیا ان کے علاوہ بہت لوگ اور بھی تھے۔ مگر ان کا حال مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کچھ تباہ ہو گئے کچھ اور دھندوں میں جا پھنسے۔"

"یار آلبور" سٹانلے نے ہنس کر کہا "اس کم سنی میں تمہارا تجربہ کسی شصت سالہ بڈھے سے کم نہیں معلوم ہو گیا۔ تم نے خوب دنیا دیکھی ہے۔ میرا خیال غلط نہیں تو شاید تمہاری عمر بیس سال سے زیادہ نہ ہو گی۔"

"بس اتنی ہی سمجھو۔" الیکسس نے جواب دیا۔ پھر ایک ہلکی جمائی لے کر کہنے لگا "بات یہ ہے دو تین سال شہر کی گلیوں میں گھومنے کے بعد انسان خود بخود تجربہ حاصل کر لیتا ہے۔ مگر کیوں مسٹر کریون" اس نے یکایک کریچن کی طرف مڑ کر کہا "کیا بات ہے۔ تم پرے پرے پھرا رہے ہو۔ اور ہم اس عرصہ میں تین چار گلاس ختم کر چکے ہیں۔"

"میں ذرا دوڑ کی خبر دیکھ رہا تھا۔" کریچن نے مسکرا کر کہا "ایک دو بازیاں لگا بیٹھا ہوں دیکھا چاہیے قسمت کیا رنگ دکھاتی ہے۔"

"کس گھوڑے پر؟" الیکسس نے پرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"سرنگاپٹم" کپتان سٹانلے نے جلدی سے جواب دیا۔ اور اس طرح وقت پر مدد دے کر کریچن کو گھبراہٹ سے بچا لیا۔ کیونکہ اسے نہ ایسے کھیل تماشوں سے رغبت تھی۔ نہ ان کی اصطلاحات سے واقف تھا۔

"تو لاؤ میں تمہارے سرنگاپٹم کے خلاف بازی لگاتا ہوں" الیکسس نے کہا۔ پھر کوٹ کی بائیں جیب سے چھوٹی سی پاکٹ بک نکال کر کہنے لگا "سو اور دس کی بازی کیا منظور ہے؟"

"منظور ہے" کریچن نے جواب دیا۔ اور اپنی پاکٹ بک نکال کر اس نے بھی دکھانے کے لئے شرط درج کر لی۔

"خوب ہوا کہ آج تم لوگوں سے ملاقات ہو گئی۔" آلبور نے انداز اطمینان سے کہا "ایسے دوستوں کی صحبت میں بہت مزہ ملتا ہے۔ کلیرٹ ختم ہو گئی۔ لاؤ ایک بوتل اور طلب کریں۔"
چنانچہ شراب منگائی گئی۔ اور جب ایک ایک گلاس سب نے نوش کر لیا۔ تو الیکسس آلبور

نے جو اب کسی حد تک مخمور ہو چکا تھا۔ صحیح رندانہ طریق پر پر اسرار لہجہ میں گفتگو شروع کی۔

"یارو کیا پوچھتے ہو۔" اس نے مسکرا کر کہا "آج کل قسمت کی دیوی بے طرح مہربان ہو رہی ہے یعنی لندن کی سب سے حسین عورت"... ذرا زور دے کر "سب سے حسین ہاں... میرے عشق میں بے حال ہے میں بھی اپنا اُلو سیدھا کر رہا ہوں۔ ایسی باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں۔ مگر دوستوں سے کیا پردہ ہے؟ کبھی تم نے مسز آکسنڈن کا نام سنا؟"

"مسز آکسنڈن!" کپتان سٹانلے نے اس طرح سوچتے ہوئے کہا۔ گویا اس نام کو یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے "کہیں اس عورت کا ذکر تو نہیں کرتے جس کا ان دنوں مارچ مونٹ سے یارانہ ہے؟"

"وہی! وہی!" الیکسس نے جلدی سے کہا "سچ کہنا۔ کیسا خوبصورت معشوق ہے بس پوچھو نہیں۔ مجھ پر جان دیتی ہے۔ جان ہیں یہ بات کچھ شیخی سے نہیں کہتا۔ امر واقعہ بیان کرتا ہوں۔ کہ ڈیوک کو تو وہ میرے خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتی۔ چنانچہ وہ بیمار پڑا ہے اس کو ذرا پرواہ نہیں۔ حالانکہ تمہارے خادم کے لئے آب و آتش سے گذرنے کو تیار ہے"

"سچ ہوگا" سٹانلے نے تسلیم کیا "مگر دوست آلیور تمہارے برابر شکیل مرد بھی تو کمتر دیکھے جاتے ہیں۔"

"خیر یہ تو آپ لوگوں کا حسن ظن ہے۔" الیکسس نے خوش ہو کر اپنی بے ریش ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے ایک زمانہ میں میں نے چند حسینوں کو رام کیا ہو۔ یہ ان کا ذکر میں اس لئے نہیں کرتا۔ کہ دوست اس کو خود پسندی پر محمول کریں گے۔"

"کم از کم میں ایسا نہیں کر سکتا" سٹانلے نے جلدی سے کہا۔ "اور سچ پوچھو۔ تو ایسا کون بشر ہے جس نے عہد شباب میں حسن و عشق کی بانگ نہ کھیلی ہو۔"

"سچ ہے" کرسچن نے اطمینان سے کلیرٹ پیتے ہوئے کہا۔ "اور دوستوں میں تو..."

"کسی طرح کا پردہ نہ ہونا چاہئے" آلیور نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا "بس بس یہی میرا خیال ہے۔ اچھا ہوا کہ ہم تینوں کی ایک جماعت بن گئی۔ کیونکہ سب کے خیالات ایک دوسرے سے بالکل ملتے ہیں..."

"اچھا تو یہ مسز آکسنڈن تم پر بے طرح مفتون ہے۔" سٹانلے نے قطع کلام کر کے کہا "یار ہو بڑے خوش قسمت کہ ایسی تیز دار عورت ہاتھ آئی ہے۔ ہاں پر مجھ سے پوچھو۔ تو عورت کی سچی محبت

کہ پہچان ایک ہے۔ اگر وہ تم کو دلی بھیدوں سے واقف کر دے۔ تو جانو ضرور تم پر مرتی ہے۔ ورنہ۔۔۔ اور۔۔۔ ورنہ صرف دکھاوے کے لئے عاشقی کا دم بھرتی ہے۔"

"بھئی واللہ تم نے میرے دل کی بات خوب سمجھی" ایلکسس نے کہا۔ "میں نے بھی ایک دن محسوس کیا تھا۔ کہ مسز آکسنڈن مجھ سے کوئی بات چھپاتی ہے۔ تبھی میں نے دل سے کہا تھا۔ کہ اگر میں اس راز کا حال معلوم نہ کروں۔ تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں۔ بس اس دن سے خوب ہی خوشامد شروع کی ہے کہ اس کا دماغ عرش تک پہنچا دیا جس کے بعد ایک دن شامپین پلا کر۔۔۔"

"یار ہو بڑے ہوشیار" کپتان سٹانلے نے اس واقعہ پر غیر معمولی خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا "میں بھی اس ذہانت کی داد دیتا ہوں۔" کرسچن نے تائید کی۔ "اور میرا خیال غلط نہیں تو ان کوششوں کا آخری نتیجہ ضرور یہ ہوا ہوگا کہ مسز۔۔۔ کیا نام۔۔۔ مسز آکسنڈن نے سب حال تم سے کہہ دیا ہوگا۔"

جی ہاں سب مدب" ایلکسس نے خوش ہو کر کہا۔ "مگر بس۔ اس سے زیادہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ دوستوں سے پردہ کرنا تو نادانی ہے۔ مگر وہ راز ایک ایسی امانت ہے۔ جسے میں بھی ظاہر نہیں کر سکتا۔۔۔"

"نہ سہی۔ کون کافر اصرار کرتا ہے۔" سٹانلے نے لاپروائی سے کہا۔ "میں یا میرا دوست کریون ہرگز کوئی ایسی بات جاننا نہیں چاہتے۔ جو شیوہ رفاقت کے خلاف ہو۔"

"ہرگز نہیں۔" کرسچن نے بھی کہا۔ "مگر کیا بات ہے۔ دور کیوں رک گیا؟"

"بے چارہ ڈیوک! بدنصیب ڈیوک!" آلیورنے پُراسرار طریقہ پر سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "کاش اس کو سارا حال معلوم ہوتا۔ بخدا اگر میں وہ راز ظاہر کر دوں۔۔۔ مگر نہیں۔ ایسا کرنا خلاف انسانیت ہوگا۔"

"کل کے لئے دو تو میری دعوت قبول کرو۔" یکایک سٹانلے نے کہا۔ "شام کے چھ بجے کلیرنڈن ہوٹل میں۔۔۔ بتاؤ منظور ہے؟"

"اور پرسوں کے لئے میری۔" کرسچن نے کہا "مقام بلیک وال ہوگا۔"

"بس یہی باتیں مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں" ایلکسس نے خوش ہو کر کہا۔ "ان سے سچی دوستی کا ثبوت ملتا ہے۔ اترسوں میں تم دونوں کو اسی ہوٹل میں دعوت دوں گا۔ اس وقت دیکھنا کیسی

نے اس کے کھانے کی جو تعریف کی تھی وہ کس حد تک صحیح ہے۔"

"لاؤ ایک بوتل اور ختم کریں۔" کریچن نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس کے بعد رخصت۔"
الفاظ کریچن کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ ہوٹل کا نوکر داخل ہوا۔ اور ایلکس آئیورس کے پاس جا کر کہنے لگا۔ "سرکار ایک آدمی بہت ضروری کام کے لئے ملنا چاہتا ہے۔"

"تیرا بھلا ہو۔ ضروری کام بھی اسی وقت پیش آنا تھا۔" نوجوان نے اس اطلاع سے کسی قدر مضطرب ہو کر کہا۔ "ایسے پُراسرار کاموں سے مجھے بڑی نفرت ہے... ویٹر کس رنگ ڈھنگ کا آدمی ہے؟"

"حضور کوئی کھلاڑی معلوم ہوتا ہے۔" نوکر نے جواب دیا۔ "ڈبل بریسٹ کوٹ۔ اس پر پیتل کے بٹن سرخ گلیچے اور..."

"بل کیوں نہیں لیتے۔" سٹانلے نے کہا۔ "غالباً دوڑ والوں کا آدمی ہوگا۔"

"ممکن ہے... ممکن ہے۔" ایلکس نے اس امید کا سہارا پاکر مری ہوئی آواز سے کہا۔ "اچھا ویٹر اس کو یہیں بھیج دو۔"

"کیا اس جگہ؟... بہت اچھا۔" نوکر نے کہا۔ اور وہ اس خاص انداز سے چلتا جو ہوٹل کے نوکروں سے مخصوص ہوتا ہے۔ کمرے سے رخصت ہوا۔ مگر اس کے چہرہ پر کچھ عجیب آثار نظر آتے تھے۔ جنہیں کپتان سٹانلے اور کریچن نے دیکھ لیا۔

نوکر چلا گیا۔ تو ایلکس آئیورس نے کہا۔ "سچ پوچھتے ہو تو دو تین قرضخواہوں کی رقمیں میرے ذمہ آتی ہیں۔ مسٹر آکسنڈن نے ان کی بے باقی کے لئے چند بار مدد بھی کی ہے۔ مگر خدا معلوم جیب میں کتنا بڑا سوراخ ہے کہ روپیہ آیا نہیں اور گیا نہیں۔ اس لئے ایسے پُراسرار پیغام سُن کر دل کو تشویش ہوتی ہے۔"

اس وقت دروازہ کھلا۔ اور ملاقاتی داخل ہوا۔ مگر جب اس کے آنے پر دروازہ پھر بند ہوا۔ تو ہوٹل کا نوکر اس میں ذراسی درز کے کان لگا کر کھڑا ہوگیا۔ بظاہر اس گفتگو کے بارہ میں پہلے ہی اس کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوگیا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ جب یہ آدمی ہوٹل میں وارد ہوا۔ تو اس کا ساتھی جس نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پاس ہی ایک لمپ کے کھمبے سے لگ کر کھڑا ہوگیا تھا۔

نووارد نے ہر سہ اصحاب کو بڑے اخلاق سے سلام کیا۔ مگر ایلکس کی صورت سے

۱۸۵۲

پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس کی آمد سے بے حد مضطرب ہے۔

"غالباً آپ ہی کا نام مسٹر آلیور ہے۔" اس نے خاص طور پر الیکسس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "مجھے سالونسز کہتے ہیں۔ اور آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ بندہ کس لئے حاضر ہوا ہے کسی شریف آدمی کا عیش منغص کرنا واقعی رنجدہ ہے۔ مگر ان وکیلوں سے خدا سمجھے۔ کولمین کہتا تھا میرا موکل پہلے اتنا بے قرار ہے۔ کہ ایک گھنٹہ انتظار نہیں کر سکتا۔ اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میں اس معاملہ میں سراسر بے قصور ہوں۔ اور اب بھی کوشش کروں گا۔ کہ ایک ناگوار فرض کو حتےالوسع نرمی سے پورا کردوں۔"

"آخر اس کارروائی کا مطلب کیا ہے؟" کرسچن نے کھڑے ہو کر بناوٹی غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا

"صاحب ایک نہایت معمولی معاملہ ہے۔" مسٹر سالونسز نے نرمی سے جواب دیا۔ "یعنی کچھ اوپر ایک سو انوے پونڈ مسٹر آلیور سے وصول کئے جاتے ہیں۔"

"سخت مشکل پیدا ہوئی۔" الیکسس نے پریشانی سے کہا۔ "کاش اس دن ٹیرسال کلب میں سر ولیم کیج فلیٹ کی سفارش پر وہ منحوس سودا نہ کرتا۔ بدقسمتی سے مسٹر اگنسڈن بھی گھر میں نہیں ہے"

"پھر اب ضرورت کس چیز کی ہے؟" کرسچن نے جلدی سے کہا۔ "دو سو پونڈ میں کام بن جائیگا؟ ایسا ہو تو قریباً اتنے بنک نوٹ تو اس وقت بھی میرے پاس موجود ہیں . . ."

"لیکن ٹھیرئے" بلیف نے قطع کلام کر کے کہا۔ "مسٹر آلیور کو میرے ساتھ دفتر تک بہرحال چلنا ہوگا۔ وہاں یہ امر دریافت کیا جائے گا۔ کہ ان کے ذمہ کوئی رقم اور بھی ہے یا نہیں؟"

"کیا مضائقہ ہے۔ اور بھی جو رقم ہوگی ادا کر دی جائے گی۔" کرسچن نے لاپروائی سے کہا۔

"شاباش! سچی دوستی اسی کا نام ہے۔" الیکسس نے خوش ہو کر کہا "میرے محسن میں اس عنائت کو تازیست نہ بھولوں گا۔ خیر تو اب مجھے تمہارے ساتھ جانا چاہیئے؟" یہ آخری فقرہ اس نے بلیف سے کہا۔

"مگر کیوں نہ اس حساب کا یہیں فیصلہ کر دیا جائے؟" سٹانلے نے پوچھا۔ "اس کے بعد ہم تینوں گاڑی میں دفتر پہنچ جائیں گے۔ دوست وہ ہے جو مصیبت میں کام آئے اور ہم اس مصیبت میں اپنے دوست کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ مسٹر سالونسز آپ ذرا دیر کے لئے باہر تشریف لے جائیں۔ غالباً آپ ہم پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ اور میں اس حسن سلوک کا معاوضہ دو پونڈ پیش کرتا ہوں۔"

اس موقعہ پر کریچن نے شخص مذکور کو کچھ اشارہ کیا۔ اور چونکہ مسٹر کولبین نے اس کو ہدایت کر رکھی تھی۔ کہ سب کام کریچن کے حسب منشا ہو۔ اس لئے مسٹر سالومنز نے فوراً اس کی تعمیل کی یعنی کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے پر ویٹر کو بلا کر ہوٹل کا حساب بیباق کیا گیا۔ اور تینوں دوست اکٹھے ہوٹل سے رخصت ہوئے۔ رستہ میں ایک کرایہ کی گاڑی لی گئی۔ اور یہ تینوں اس کے اندر اور مسٹر سالومنز باہر کوچبان کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ آدمی جو اسکے ساتھ تھا۔ اس غریب کو چینسری لین تک پیدل ہی جانا پڑا۔

اثنائے راہ میں ایلکسس آلبور نے کئی بار کہا۔ کہ میں اپنے دوست کریون کا احسان تا زیست نہ بھولوں گا۔ کریچن نے اس موقعہ پر اپنا پارٹ اس خوبی سے ادا کیا۔ کہ ایلکسس کو بناوٹ کا ذرا شک نہ ہوا۔ یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ مروت کی راہ سے مدد دے رہا ہے۔ مگر اس ظاہری شکرگذاری کے باوجود ایلکسس آلبور دل میں کہتا تھا کہ میں نے دنیا میں کئی قسم کے بے وقوف دیکھے ہیں۔ مگر ان میں سب سے بڑا احمق یہ نوجوان کریون ہے۔

تھوڑی دیر میں گاڑی چینسری لین میں پہنچ گئی۔ تینوں دوستوں کو ایک کمرہ میں بٹھایا گیا اور اس جگہ بھی انہوں نے مے نوشی کا شغل جاری رکھا۔ اس وقت رات کے دس بجے تھے۔ اور دفتر بند ہو چکا تھا۔ کریچن کے اصرار پر اس جگہ کے محافظ نے ایک معقول رقم بطور فیس وصول کر کے قریباً ایک گھنٹہ کاغذات کی دیکھ بھال جاری رکھی۔ اس عرصہ میں ایلکسس نے تین چار رندانہ گیت گائے۔ وہ اس وقت بے طرح خوش تھا۔ اور ایسا ہونا اس لحاظ سے عجب بھی نہ تھا کہ اس کے قرضہ کی رقم ایک اور شخص کی گرہ سے ادا ہو رہی تھی۔

آخر ایک گھنٹہ کی تحقیق و تفحص کے بعد مسٹر سالومنز پھر ایک بار نمودار ہوئے اور کہنے لگے "مسٹر آلبور کے خلاف کئی اجرا اور بھی ہیں۔ جن کی کل رقم ۲۰۰ پونڈ ہوتی ہے" اس پر کریچن نے بے تکلف بٹوہ نکال کر مطلوبہ رقم کے نوٹ بڑی لاپروائی سے گن کر رکھ دیئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ نوٹ اس کے لئے ردی کاغذ کے ٹکڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ مسٹر سالومنز کو اس کی فیس ادا کی گئی۔ اور تینوں دوست ایک اور گاڑی میں سوار ہو کر ہینے کیلئے واپس ہوئے۔

گاڑی چل رہی تھی۔ تو ایلکسس نے حالت سرور میں کہا "یار میری سنو تو آج رات جشن ہونا چاہیئے۔ بہترین قسم کی شراب اور دوستوں کی خوش گپیاں اس سے زیادہ تو جنت میں بھی

نہ ہو گا۔"

"یہ کون مشکل ہے؟" سٹانلے نے کہا۔ "غریب خانہ پر چلو۔ جو چاہو مہیا کیا جائے گا۔"

"منظور ہے۔" کرسچن نے الیکسس کو جواب کا موقعہ نہ دیتے ہوئے جلدی سے کہا۔ کیونکہ اسے موقعہ دیا جاتا تو ضرور کسی ہوٹل کا انتخاب کرتا۔

اس فیصلہ کے بعد گاڑیبان کو کپتان سٹانلے کے مکان واقع آلبمارل سٹریٹ میں چلنے کا حکم دیا گیا۔ تھوڑی دیر میں تینوں دوست ایک میز کے گرد جمع ہوئے۔ جس پر جھینگا مچھلی مرغ کا گوشت۔ فرانسیسی سنیوسے اور کئی بیش قیمت کھانے جو پکاڈلی میں فورٹنم اور میسن کی دوکان سے خاص طور پر منگائے گئے تھے۔ چنے ہوئے تھے۔ شراب بھی کئی قسم کی مہیا کی گئی۔ گویا مسٹر آلیور کو خوش کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔

اس کے آدھ گھنٹہ بعد کپتان سٹانلے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور بسیار نوشی کا عذر کر کے لڑکھڑاتا ہوا خوابگاہ کو چل دیا۔ کرسچن ایشٹن کو وہ قصداً آلیور کے پاس چھوڑ گیا تھا۔ اس کے چلنے پر کرسچن کو مسز آکسنڈن کا ذکر تازہ کرنے میں سعی خاص کی ضرورت نہیں ہوئی۔ کیونکہ شراب پی کر جس مضمون پر الیکسس سب سے زیادہ گفتگو کرتا وہ مسز آکسنڈن ہی کا تھا۔ چنانچہ آدھ گھنٹہ کے اندر اندر اس نے وہ راز جسے مسز آکسنڈن نے اس شرط پر اس سے ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ کسی اور کے کانوں تک نہ پہنچے۔ کرسچن سے مفصل بیان کر دیا۔ یعنی کرسچن کو معلوم ہو گیا۔ کہ مسز آکسنڈن نے کن حالات میں ڈیوک آف مارچ مونٹ پر اتنا زبردست اختیار حاصل کیا ہے۔ کامیابی تو ہو گئی۔ مگر اس کے لئے کرسچن کو کئی طرح کے فریبوں سے کام لینا پڑا۔ اور الیکسس سے پوری تفصیل معلوم کرنے کے لئے چونکہ اس صحبت کو طول دینا ضروری تھا۔ اس لئے شراب بھی اعتدال سے زیادہ پینی پڑی۔

آخر رات کا ایک بجا تھا۔ جب کرسچن نے کپتان سٹانلے کے نوکر کی مدد سے مسٹر آلیور کو کرایہ کی گاڑی پر لاد کر اس کے گھر بھیجا۔ کپتان سٹانلے گو نیند کا بہانہ کر کے اٹھ گیا تھا تاہم واقعہ میں اس وقت تک سویا نہ تھا۔ کرسچن سیدھا اس کے کمرہ میں گیا۔ کپتان سٹانلے کو اس کی زبانی یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ کہ کرسچن نے بڑی ہوشیاری سے سارا حال معلوم کر لیا ہے۔ کرسچن نے بھی اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ یہ کامیابی دراصل اسی کی مدد سے حاصل ہوئی تھی۔ فی الحقیقت اگر کپتان سٹانلے کی امداد حاصل نہ ہوئی۔ تو شاید یہ کام دنوں کیا ہفتوں میں بھی پورا نہ ہوتا۔

اس کے دوسرے دن دس بجے کے قریب مسز آکسنڈن صبح کے ناشتہ سے فارغ ہو کر کتاب دیکھ رہی تھی۔ کہ نوکر نے حاضر ہو کر ایک خط پیش کیا۔ مسز آکسنڈن نے لفافہ چاک کر کے خط پڑھا۔ اور اس کے چہرہ نے جلد جلد کئی رنگ بدلے۔ کبھی اس پر خوف اور کبھی غصہ کی علامات نظر آتی تھیں۔ بہت دیر تک نوکر کو جواب نہ دے سکی۔ لیکن آخر جی کڑا کر کے کہنے لگی: "اچھا آنے دو۔"

نوکر حکم پا کر چلا گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک آدمی کمرہ میں داخل ہوا۔ مسز آکسنڈن اس کے آنے سے پہلے ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس کی آمد پر نہ خود بیٹھی نہ اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اسی طرح کھڑے کھڑے تمکنت و وقار کا لہجہ اختیار کر کے کہنے لگی "کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟"

"میڈم میرا نام کولین ہے۔ اور اسی نام کے دستخط اس رقعہ پر موجود ہیں۔" نووارد نے جواب دیا۔ "آپ کو یاد ہو گا۔ اس سے پہلے ایک بار ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ تب آپ اپنے شوہر کا کوئی معاملہ طے کرنے میرے پاس آئی تھیں..."

"مگر آپ نے خط میں لکھا ہے کہ میں ایک نہایت ضروری کام کے لئے ملنا چاہتا ہوں" مسز آکسنڈن نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اور ساتھ یہ دھمکی بھی دی ہے۔ کہ آپ کو ملاقات سے انکار نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ بعض باتیں مجھے ایسی معلوم ہو چکی ہیں جن کی وجہ سے آپ میرے قابو میں ہیں..."

"میڈم جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کا ایک ایک حرف صحیح ہے۔" وکیل نے پر سکون لہجہ میں جواب دیا۔ "یہی باتیں میں پھر ایک بار آپ کے سامنے کہنے کو تیار ہوں۔"

"مگر اس تہدید سے آپ کا مطلب کیا ہے؟" مسز آکسنڈن نے بتدریج زیادہ خوف زدہ ہو کر پوچھا۔ اس وقت اس کی دہشت چھپائے سے نہ چھپتی تھی۔ رقعہ سے معلوم تھا کہ لارڈ کلینڈن کی پیروی کے لئے اس آدمی کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اور ڈیوک آف مارچ مونٹ کے معاملوں میں شامل کیا جانا اسکو ہرگز پسند نہ تھا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے۔" مسٹر کولین نے اسی پر سکون لہجہ میں کہا۔ کہ آپ ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ایک نہایت سنگین جرم سے واقف ہیں۔ مگر آپ نے اس واقفیت کو آج تک پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ اسی لئے ڈیوک کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں نہیں آسکی۔ شاید آپ کو معلوم نہیں کہ کسی شخص کے جرم سے واقف ہونے کے بعد اس کے متعلق قصداً خاموش رہنا قانوناً اس جرم کی اعانت اور بجائے خود قابل تعزیر ہے۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جس

خوفناک جرم کا ارتکاب ڈیوک آف بارج مونٹ نے کیا تھا۔ اور جس سے آپ واقف ہیں۔ اس کی اعانت کی سزا جس دوام بعبور دریائے شور ہے۔“

مسز آکسنڈن کے رخساروں کی سرخی زعفرانی میں بدل گئی۔ اس نے اپنے آپ کو ساکن و صامت ظاہر کرنے کی بہت کوشش۔ مگر بے سود۔ پھر وکیل کی طرف نظر التجا سے دیکھا اور اس کے بعد رکتی ہوئی آواز سے کہنے لگی ”مگر۔۔ اب آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”اگر آپ کو اس سزا سے جو میں نے بیان کی ہے محفوظ رہنا ہو۔“ مسٹر کولمین نے کہا ”تو آپ کو میرے ساتھ لندن سے تھوڑی دور ایک مقام تک جا کر اس بات کی شہادت دینی ہوگی۔۔۔“

”کیا عدالت میں؟“ مسز آکسنڈن نے خوب واضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔ ”اس سے تو یہ ثابت ہوگا کہ میں۔۔۔“

وہ رک گئی۔ اور اس سے آگے نہ کہہ سکی۔ مسٹر کولمین نے اس کے چہرہ کو نظر غور سے دیکھتے ہوئے سنجیدہ آواز میں کہا ”آپ کی شہادت واقعی عدالت انصاف کے روبرو ہوگی۔ مگر وہ عدالت ایسی نہیں جیسی ازروئے قانون ملک میں جابجا قائم ہیں۔ وہ ایک خفیہ عدالت ہے۔ جس کا اجلاس بعض خاص حالات سے مجبور ہو کر کیا گیا ہے۔ آپ اس طریق عمل کو اچھا سمجھیں یا برا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ اس میں انصاف کو ہر بات پر مقدم رکھا جائے گا۔ کیونکہ اس کے اجلاس کا مقصد ہی راستی کو دروغ پر فائق کرنا ہے۔ میڈم اس عدالت میں آپ کی شہادت پیش ہونا ضروری ہے۔ اور اگر آپ نے میرے ساتھ چلنے سے انکار کیا۔ تو نتیجہ کی ذمہ دار آپ ہونگی۔“

وکیل کے لہجہ اور الفاظ نے مسز آکسنڈن کے دل میں ایک عجیب اور ناقابل بیان خوف پیدا کر دیا۔ ہر چند کہ انیسویں صدی کی تہذیب میں اس عظیم الشان شہر کے اندر جسے تمدن حاضرہ کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ ایک عالی شان محل کے ایسے کمرہ میں کھڑی تھی۔ جہاں ہاتھ کو ذرا سی جنبش دے کر گھنٹی کی آواز سے نوکروں کو مدد کے لئے بلا سکتی تھی۔ یا اگر چاہتی تو کھڑکی کھول کر پولیس کو بلاتی۔ اور اپنے آپ کو اس جبر سے بچا سکتی تھی۔ مگر وکیل کولمین کا رعب اس کے دل پر کچھ ایسا بیٹھ گیا۔ کہ زبان تک نہ ہلا سکی۔ صدیوں پیشتر قرون وسطے کی اس تاریکی کا منظر سامنے پھر گیا۔ جب خفیہ جماعتیں قانون کو نظر انداز کر کے لوگوں کو مخفی عدالتوں کے روبرو حاضر ہونے پر مجبور کرتی تھیں۔ چونکہ اس کا ضمیر خطاوار تھا۔ اور اس نے اپنی زندگی جرم و

گناہ میں بسر کی تھی۔ اس لئے یہ بات تعجب خیز نہیں کہ بلند حوصلہ اور مستقل مزاج ہونے کے باوجود وہ اس وقت اپنے آپ کو بے بس و بے کس محسوس کرتی تھی۔

"مگر یہ تو فرمائیے۔ کیا میرے لئے... میرے لئے بھی کسی طرح کا خطرہ ہے؟" اس نے لکنت آمیز لہجہ میں پوچھا۔ "کیا اس عدالت سے میرے لئے بھی کوئی سزا تجویز ہونیوالی ہے؟"

"اگر آپ میرے کہنے پر چلیں تو نہیں" مسٹر کولمین نے جواب دیا۔

"اور کیا آپ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ اس عدالت میں کس بدنصیب کے جرم کی سماعت ہوگی؟" مسز آکسنڈٹن نے پوچھا۔ گو دل ہی دل میں وہ ایک حد تک سمجھ گئی تھی۔ کہ اس سوال کا جواب کیا ہوگا۔

"میڈم میں اس جگہ آپکے سوالوں کا جواب دینے کے لئے نہیں آیا" مسٹر کولمین نے کہا "پھر بھی مختصر طور پر بیان کرتا ہوں کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ نے ایک بدمعاش کو ایک عزت دار مشرقی خاتون کی زندگی پر قاتلانہ وار کرنے پر اکسایا تھا۔ لیکن جیسا آپ کو معلوم ہوگا۔ وار غلطی سے کسی اور پر ہوگیا۔ آپ اس جرم کی حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں۔ کیونکہ اسی کی بدولت آپ کو ڈیوک آف مارچ مونٹ پر غیر معمولی اختیارات حاصل ہوئے ہیں۔ یہ نہ ہوتا تو آج اس کے روپیہ سے اس فضول خرچ کا موقعہ نہ ملتا۔ آپ کا ضمیر بے شبہ اس راز کے انکشاف پر مجبور کرتا ہوگا۔ مگر طمع نے اس کی آواز کو دبائے رکھا۔ اس اشارہ سے آپ سمجھ سکتی ہیں کہ میں اگر چاہوں۔ تو سارا حال ظاہر کر کے آپ کو کن مشکلات میں مبتلا کر سکتا ہوں۔ اس سے یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ میرے اختیارات کتنے وسیع ہیں۔ آپکے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو میری ہدایت پر عمل کیجیے۔ ورنہ مجھے آپ کو اس جرم میں حوالہ پولیس کرنا پڑے گا۔ کہ آپنے ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ایک سنگین جرم کو قصداً چھپایا..."

"لیکن یہ تو بتائیے۔ کس طرح... کس طرح آپ کو ان سب باتوں کا علم ہوا؟" مسز آکسنڈٹن نے لہجہ التجا میں پوچھا۔

"میڈم خدا مسبب الاسباب ہے" وکیل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "بے شک کچھ عرصہ تک بدی کو نیکی پر غلبہ ہوتا ہے۔ نہایت سنگین جرم بھی لوگوں کی نظروں سے چھپے رہتے ہیں مگر وقت آتا ہے جب حکمت کاملہ اپنے ناقابل فہم طریقوں پر سب راز فاش کر دیتی ہے۔ وہی جرم جو عرصہ دراز تک مخفی تھے۔ خود بخود ظاہر ہو کر مجرم کی تباہی کا موجب بنتے ہیں۔ بس میں اتنا ہی کہنا چاہتا

ہوں۔ اور مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ایسی باتیں میرے منہ سے نکل گئی ہیں۔ جنہیں بیان نہ کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال اب جواب دیجئے۔ کہ آپ کا آخری فیصلہ کیا ہے؟ دونوں صورتوں میں آپ کو میرے ساتھ رخصت ہونا پڑے گا۔ میں نے گیارہ بجے کے لئے گاڑی طلب کی ہے۔ اور اس وقت اس نے گھڑی دیکھ کر کہا۔" ٹھیک پونے گیارہ ہیں پندرہ منٹ کے بعد آپ بہرصورت اس گاڑی میں سوار ہو کر رخصت ہو جائیں گی۔ یا ایک مجرم کی حیثیت میں پولیس کے زیر نگرانی بوسٹریٹ کی کوتوالی کو یا میرے ہمراہ ایک گواہ کی حیثیت میں اس عدالت کے روبرو شہادت دینے کے لئے جس کا میں پیشتر ذکر کر چکا ہوں۔"

مسز آکنٹن لاجواب ہو گئی۔ مجبور ہو کر کہنے لگی۔"بہت اچھا۔ میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔"

"اس حالت میں میں آپ کی تیاری کا انتظار کرتا ہوں۔" مسٹر کولمین نے کہا۔

مسز آکنڈٹن اس جگہ سے اپنی خوابگاہ میں گئی۔ اور خادمہ کو بلا کر سفر کے لئے مختصر سامان باندھنے کا حکم دیا۔ ہر چند سخت پریشانی لاحق تھی۔ تاہم اس نے ظاہری سکون قائم رکھ کر نوکرانی سے کہا۔" وکیل صاحب ایک جائداد کی خوشخبری لائے ہیں۔ ایک دور کے رشتہ دار نے میرے لئے بہت سی چیزیں چھوڑی ہیں۔ اب میں ان کے ساتھ اسی کے متعلق انتظام کرنے جاتی ہوں" یہ بہانہ کر کے وہ تبدیل لباس کے لئے دوسرے کمرہ میں گئی۔ اور عین اس وقت ایلکس آلیور بھی خفیہ زینہ کی راہ سے اسی کمرہ میں پہنچ گیا۔

اس کا چہرہ زرد۔ صورت پریشان اور ہونٹوں پر پپڑیاں بندھی ہوئی تھیں۔ گویا شب گزشتہ کی بسیار نوشی کا اثر اب ظاہر ہو رہا تھا۔ مسز آکنڈٹن نے یہ حالت دیکھی تو تنک کر کہنے لگی۔"ایلکس بڑے شرم کی بات ہے کہ ہزار وعدے کر کے بھی تم انہی طریقوں پر چل رہے ہو۔ جو تمہاری خوبصورتی کو بگاڑنے اور جوانی کا ستیاناس کرنے والے ہیں۔"

"میری جان خفا نہ ہو۔" ایلکس آلیور نے نرمی سے کہا۔"چند دوست مل گئے تھے۔ اور دوستوں کا کہنا ماننا ہی پڑتا ہے۔"...

"اچھا میں تم کو معاف کرتی ہوں مجھے چند دن کے لئے باہر جانا ہے۔ اور ٹھیک معلوم نہیں کب تک واپس آؤں گی۔" مسز آکنڈٹن نے کہا۔"ایسی حالت میں اپنے پیارے کو ملامت کرنے کو جی نہیں چاہتا۔"

"جا رہی ہو!" آلیور نے انداز حیرت سے کہا "کیا میرے بغیر اکیلی جا رہی ہو؟ کیا عیش کا کوئی نیا سامان کیا گیا ہے؟"

"افسوس نہیں۔" مسز آکسنڈن نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا "مگر تم تو سب حالات سے واقف ہو۔ میں نے کوئی بات تم سے چھپا کر نہیں رکھی۔ اس لیے اب اس واقعہ کو بھی ظاہر کرنا ہی پڑے گا۔"

اس نے وکیل کی آمد اور اس کی گفتگو کا بڑا حصہ بیان کیا۔ البتہ اس کا نام نہیں لیا۔ سارا حال سن کر الیکسس کے زرد اور اترے ہوئے چہرہ پر حیرت وخوف کے آثار پیدا ہو گئے۔ دماغ جو کثرت شراب نوشی سے واماندہ ہو چکا تھا غور وفکر پر مجبور ہوا۔ اس نے شب گذشتہ کے واقعات کو یاد کیا۔ تو خیال آیا کہ اس نوجوان نے جس کا تعارف مسٹر کریون کے نام سے کرایا گیا تھا۔ وہ سب باتیں جو مسز آکسنڈن کی زبانی معلوم ہوئی تھیں رفتہ رفتہ مجھ سے دریافت کر لیں۔ اب اسے اپنی حماقت پر افسوس ہوا۔ اور خیال آیا کہ میں نے ہی مسز آکسنڈن کے لیے یہ ساری مشکلیں پیدا کی ہیں اس کی پریشانی چہرہ سے صاف ظاہر ہوتی تھی۔

مسز آکسنڈن نے یہ حالت دیکھی۔ تو دل میں فوراً شبہ پیدا ہو گیا۔ کہنے لگی "الیکسس کہیں تم نے شراب پی کر میرا حال تو کسی پر ظاہر نہیں کر دیا؟ معلوم ہوتا ہے ضرور اسی طرح ہوا ہے مگر یہ تو بتاؤ کس کے سامنے ایسی ناعاقبت اندیشی کی تھی؟ کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ تم نے قصداً ایسا کیا ہو۔"

"افسوس! افسوس!" نوجوان نے اپنا ہاتھ زور سے پیشانی پر مارتے ہوئے کہا "میں کتنا بیوقوف ہوں۔ اور میں نے کیسی حماقت کی ہے۔ خدا بالکل واقف ہے یہ ناعاقبت اندیشی ہوئی اگرچہ خدا جانتا ہے کہ میں نے ارادہ سے ایسا نہیں کیا۔ پھر بھی حیران ہوں کہ ایسی نادانی کیونکر ہوئی۔"

"مگر بتاؤ تو۔" مسز آکسنڈن نے جلدی سے پوچھا "کل رات تمہارے پاس کون تھا؟"

"دو آدمی ایک کپتان سٹانلے اور دوسرے کا نام مسٹر کریون ہے"

مسز آکسنڈن نے ان ناموں کو یاد کرنے کی کوشش کی۔ پھر بولی "میں ان میں سے کسی کو نہیں جانتی۔"

"کپتان سٹانلے کی عمر قریباً پچیس سال ہے" الیکسس نے بتایا "خاصہ شکیل جوان ہے۔ اور فوجی انداز کی مونچھیں رکھتا ہے۔ اس کا ساتھی کریون دبلا پتلا دراز قامت خوش رو لڑکا ہے۔ سر پر کالے رنگ کے چمکیلے بال۔ آنکھیں سیاہ اور موٹی۔ میرے خیال میں اس کی

عمر انیس سال کے قریب ہے ... ہاں یاد آگیا۔ ایک بار کپتان سٹانلے نے اس کو کرسچن کے نام سے بھی مخاطب کیا تھا۔"

"کیا کہا کرسچن!" مسز آکسنڈن نے لہجہ اضطراب میں پوچھا۔ "دُبلا پتلا۔ دراز قامت۔ انیس سالہ خوشرو نوجوان۔ دانت سپید۔ ہونٹ عورتوں کی طرح پتلے ..."

"وہی! وہی!" ایلکسس نے کہا۔ "کیا اُسے جانتی ہو؟"

"ضرور وہی ہوگا۔ مگر اس کا نام کریون نہیں ایشٹن ہے ... کرسچن ایشٹن۔ اور وہ میرا جانی دشمن ہے۔"

"الٰہی میں نے کتنی بڑی حماقت کی۔" ایلکسس نے پریشانی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اور یہ آدمی کولمین جو مجھے لینے آیا ہے ..."

"کولمین!" ایلکسس نے چونک کر کہا۔ "اسی کمبخت نے تو کل رات مجھے گرفتار کرایا تھا۔ اور اس نوجوان کریون یا ایشٹن نے یا جو کچھ بھی اس کا نام ہے بڑی فیاضی سے میرا قرضہ بیباق کیا ..."

"ناعاقبت اندیش لڑکے۔" مسز آکسنڈن نے اپنے دلدار کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں کیا سنتی ہوں؟ کیا ان بدمعاشوں کی صحبت تم نے اس لئے قبول کی تھی کہ سب حال ظاہر کر کے مجھے مبتلائے مصیبت کرو؟"

"پیاری میں بہت نادم ہوں۔" ایلکسس نے لہجہ التجا میں کہا۔ "مگر ابھی تم کہہ رہی تھیں کہ مسٹر کولمین نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم ہر بات میں اس کے کہنے پر عمل کرو۔ تو وہ تم پر آنچ نہ آنے دے گا۔"

"یہ سچ ہے۔ مگر میں ایسے خوفناک حالات میں گھری ہوئی ہوں۔ کہ ایسے وعدوں پر مطلق اعتبار نہیں کر سکتی۔"

اس وقت کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور خادمہ باہر سے کہتی سنائی دی۔ "میڈم گاڑی آگئی۔ اور مسٹر کولمین آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"ایلکسس۔ اب جاؤ۔" مسز آکسنڈن نے اپنے دلدار سے کہا۔ "میرے پاس تیاری کے لئے بہت کم وقت باقی ہے۔" پھر اس سے بغلگیر ہو کر "اچھا تم سے جو خطا ہوئی میں اس سے درگذر کرتی ہوں۔ اس کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ امید کرنی چاہیئے کہ سب کام ٹھیک ہو جائیگا مگر پیچھے خدا کے لئے آئندہ کبھی ایسی بے احتیاطی نہ کرنا۔ تم نہیں جانتے میں تم سے کتنی محبت

کرتی ہوں ۔ اپنے لئے نہیں تو میری خاطر وہ اندیشہ بننا سیکھو۔"

نوجوان نے بہت سی قسمیں کھا کر ایسا کرنے کا وعدہ کیا ۔ اور اس کے بعد مسز آکسنڈن سے کچھ روپیہ لیکر رخصت ہوا۔

اس کے دس منٹ بعد مسٹر کولمین اور مسز آکسنڈن گاڑی پر سوار ہو کر چل دیے۔

باب ۱۴۳

مقابلہ

اسی دن سہ پہر کے ۳ بجے ایک کرایہ کی گاڑی مسز میکالے کے مکان واقع مارٹیمر سٹریٹ کے سامنے ٹھہری۔ اور کرسچن ایشٹن اُترا۔ وہ جیلخانہ میں اپنے محسن لارڈ کلینڈن سے ملاقات کر کے واپس آیا تھا۔

اتنے میں ایک آدمی پاس آتا نظر آیا۔ یہ ایلکسس آلیور تھا جس کے خوشنما چہرہ پر قہر و غضب کے آثار نمودار تھے۔ کرسچن سمجھ گیا کہ اس غصہ کا تعلق ضرور شب گذشتہ کے واقعات سے ہے ۔ پس نہج غیور سے چپ چاپ کھڑا ہو کر اظہار جوش کا انتظار کرنے لگا۔

"مسٹر ایشٹن"۔ آلیور نے پاس آکر پرغضب لہجہ میں کہا۔ "تم پکے بدمعاش ثابت ہوئے ہو۔"

کرسچن نے ممکنت و وقار قائم رکھ کر جواب دیا۔ "سر بازار دنگا فساد کرنا شرافت سے بعید ہے میرے ساتھ مکان میں آؤ۔ وہاں جو کہو گے میں اس کا جواب دوں گا۔"

ایلکسس اس کے ساتھ مکان میں چلا گیا۔ کرسچن نے اسے کمرہ نشست میں بٹھایا۔ اور دروازہ بند کر کے کہنے لگا "مسٹر آلیور غالباً تم میرے حالات سے پوری طرح واقف ہو گئے۔ لیکن میں واضح کر دینا چاہتا ہوں ۔ کہ رات جو کچھ ہوا میرے لئے اس پر شرمسار ہونے کی کوئی وجہ نہیں جب انسان کو نہایت بلند اور ضروری فرض انجام دینے ہوں ۔ تو مجبوری میں تھوڑا مکر و فریب قابل معافی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے ۔ اس معاملہ میں تو تمہارے لئے کوئی وجہ شکایت ہی موجود نہیں ہے ۔۔۔"

"مسٹر ایشٹن" ایلکسس آلیور نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "اگر ان لفظوں سے تم اپنے احسان کی یاد تازہ کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو میں اس احسان کو بالکل حقیر سمجھتا ہوں ۔ جہاں شرافت و اخلاق کا سوال در پیش ہو ۔ وہاں روپیہ ایسی ادنے چیز کی کوئی وقعت نہیں ہوتی ۔۔۔"

معلوم ہوتا ہے کہ تم میرا مطلب ٹھیک نہیں سمجھے۔" کریچن نے آہستہ سے کہا "اگر مجھے فقرہ پورا کر لینے دیتے۔ تو معلوم ہوتا کہ میرا اشارہ اس مالی امداد کی طرف نہیں تھا۔ بلکہ میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ جو راز مجھ کو تمہارے ذریعے سے معلوم ہوئے ہیں۔ ان کا انکشاف درحقیقت تم نے اپنی خوشی سے کیا تھا۔ تم بعض باتوں کے اظہار کے لئے بے قرار تھے۔ اور میں انہیں ایک خاص مطلب کے لئے جاننا چاہتا تھا۔ پس اگر میں نے وہ حالات سن لئے تو قصور کہنے والے کا ہے۔ سننے والے کا نہیں۔"

اس عذر لنگ کو قابل تسلیم بھی سمجھا جائے۔" ایلکس نے کہا۔ "تو کم از کم اس میں ذرا بھی شک نہیں رہتا کہ تم نے وہ حالات معلوم کرنے کے بعد ان کو نہایت ناجائز طریقہ پر استعمال کیا۔ خیر تمہیں اس فتنہ پردازی کا جواب دینا ہوگا۔ مہربانی سے اپنے دوست کا نام بتاؤ۔ کہ میرا ساتھی آج ہی شام اس سے مل کر ڈویل لڑنے کے انتظامات طے کرے۔ میں بہت دیر سے تم کو ڈھونڈ رہا تھا۔ کیپٹن سٹانلے سے میں نے اس لئے تمہارا پتہ پوچھا کہ وہ بھی شریک سازش تھا۔ بہرحال شکر ہے کہ تم اتفاقاً مل گئے۔"

کریچن کے سکون میں اب بھی فرق نہیں آیا۔ بڑے اطمینان سے کہنے لگا۔ "اگر تمہاری رائے میں اس جھگڑے کا فیصلہ ڈویل لڑنے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تو بہت اچھا مجھے بھی انکار نہیں۔ میرے دوست کیپٹن سٹانلے سے ہر بات کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔"

ایلکس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور اپنے سر کو انداز نخوت سے حرکت دے کر رخصت ہو گیا۔ وہ پہلے ہی فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ اس ڈویل میں کس کی مدد حاصل کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس جگہ سے سیدھا اپنے دوست آنریبل ولسن سٹیفنوپ کے مکان کی طرف روانہ ہوا جس کے حالات سے ناظرین پہلے ہی واقف ہیں۔

مسٹر سٹیفنوپ اپنے مکان پر ڈیوک آف مارچ مونٹ کی دی ہوئی حسینہ میرین کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک نہایت آراستہ کمرہ میں حسن و جمال کی مورت میرین ایک صوفے پر لیٹی ہوئی سٹیفنوپ کے الفاظ محبت کو بغور سن رہی تھی۔ اس کے حسن عالم آشوب کی تفصیل چونکہ پیشتر درج ہو چکی ہے۔ اس لئے اعادہ کو تحصیل حاصل سمجھ کر اتنا ہی بیان کرنا کافی ہوگا۔ کہ اس کے شباب کی تازگی اور حسن کی دلکشی اب بھی ویسی ہی تھی جسم قدرے گداز ہو چلا تھا۔ مگر خط و خال کی موزونیت

۱۸۶۳

قائم تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی جب وہ اپنے عاشق کے پہلو میں انداز معشوقانہ سے دراز تھی اس کے حسن کی دلآویزی اور شباب کی آتش افروزی حوران جنت کا مقابلہ کرتی تھی۔ شام کے چار بج چکے تھے۔ مگر اس نے ابھی تک صبح کا ڈھیلا لباس پہنا ہوا تھا۔ جس کے کھلے گریبان سے جوبن کا ابھار خوب نظر آتا تھا۔ بھورے رنگ کے ملائم بال ہزاروں بل کھائے ہوئے سپید گردن اور شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور موٹی نیلگوں آنکھیں سرور محبت سے مست تھیں۔ ہمارا خیال ہے اگر کسی مصور یا سنگتراش کو اپنی تصویر یا مجسمہ کے لئے جوش شباب کا نمونہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی۔ تو کیتھرائن میرن اس مقصد کو بوجہ احسن پورا کرسکتی تھی۔

حقیقت میں اسکو ولسن سٹینہوپ سے قطعاً محبت نہ تھی۔ لیکن آدمی شکیل اور جوان تھا۔ اور مار دھاڑ کے جس طرح ممکن ہو اس کے لئے سامان عیش مہیا کرسکتا تھا۔ اس لئے گذر اوقات ہو رہی تھی۔ علاوہ بریں اس کے پاس رہنے سے میرن کو ایک مقصد اور بھی درپیش تھا۔ یعنی وہ اپنی بہن ایمی کے انتقام کی صورت تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

عاشق و معشوق اس حالت میں بیٹھے تھے۔ کہ ایک کمسن نوکر نے جو خوشنما وردی پہنے ہوئے تھا۔ اطلاع دی۔ کہ مسٹر آلیور دوسرے کمرہ میں بیٹھے حضور کا انتظار کرتے ہیں۔ سٹینہوپ کی اس سے بے تکلفی تھی۔ کیونکہ وہ تو بہت مدت تک ہم نوالہ و ہم پیالہ رہ چکے تھے۔ پس فوراً اس سے ملنے چلا گیا۔

"یار سٹینہوپ" ایلکسس نے بے تکلفی سے کہنا شروع کیا۔ "ایک نہایت ضروری معاملہ میں تمہاری امداد لینے آیا ہوں . . ."

"کیا پھر کسی سے ڈویل لڑنے کی ٹھانی ہے؟" سٹینہوپ نے پوچھا۔ "اور ہاں بتلائے تکرار کیا ہے؟ کیا مسز آکسنڈن کو چاہنے والا رقیب پیدا ہوگیا ہے . . . ؟"

"خدا کے لئے اس سوال و جواب کو تہ رکھو" ایلکسس نے بے تابی سے کہا۔ "دراصل ایک نوجوان کرسچن ایشٹن نے مجھ سے بڑا شرمناک سلوک کیا ہے . . ."

"کیا کرسچن ایشٹن نے!" سٹینہوپ نے جلدی سے پوچھا۔ "میں اس کم بخت کو اچھی طرح جانتا ہوں ایک بار اس کی بہن کی خاطر مقابلہ تک نوبت آ بنی تھی . . . بڑی خوبصورت لڑکی ہے۔ مگر کرسچن"

وہ فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر چپ ہوگیا۔ کیونکہ آلیور کے روبرو یہ بات ظاہر کرنا باعث شرم تھا۔ کہ ایک بار جب میں ڈچس آف مارچ مونٹ کے خلاف سازش میں حصہ لے رہا تھا۔ تو

۱۸۶۴

کرسچن نے ہی دخل اندازی کرکے ساری کوششوں پر پانی پھیر اتھا۔ اور یہ بات تو ظاہر سمجھی جا سکتی تھی۔ کہ ایک اور مرتبہ جب میں نے ہائیڈ پارک میں اسابیلا ونسنٹ کو چھیڑا۔ تو اس نے میری خوب ہی خبر لی تھی۔

"خیر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس فتنہ سے اچھی طرح واقف ہو۔" آلبور نے کہا۔ "اور تمہاری گفتگو سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس کے لئے اچھے خیالات بھی نہیں رکھتے۔۔۔؟"

"کیا ایشٹن کے لئے؟ بالکل نہیں!" سٹیفورپ نے جلدی سے جواب دیا۔ "بہرحال میں تمہارے اس ڈوئیل میں شوق سے حصہ لینے کو تیار ہوں۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو تمہارا نشانہ ہمیشہ ٹھیک ثابت ہوتا ہے۔ اور ایشٹن کا حال جتنا مجھے معلوم ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ آتشی اسلحہ کے استعمال سے محض ناواقف ہے۔"

اس کے بعد دونوں میں بہت دیر تک ڈوئیل کے انتظامات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اور پھر سٹیفورپ کرسچن ایشٹن کے مددگار کپتان سٹانلے سے تفصیلات طے کرنے اس کے مکان کی طرف روانہ ہوا

اس اثنا میں کرسچن اپنے دوست سٹانلے کو ایلکسس آلبور کے ارادہ سے واقف کر چکا تھا۔ سٹانلے کو یہ جان کر بہت افسوس ہوا۔ کہ شب گذشتہ کے واقعات نے ایسی تشویشناک صورت اختیار کی۔ لیکن چونکہ دشمن مقابلہ پر اڑا ہوا تھا۔ اس لئے مصالحت کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ناچار اپنے دوست کی امداد پر مجبور ہو گیا۔ اور اسے یہ دیکھکر خوشی بھی ہوئی۔ کہ کرسچن کے دل میں اس مقابلہ کی نسبت ذرا بھی فکر و تشویش نہیں ہے۔ الٹا بڑے سکون و اطمینان کے ساتھ موقعہ کا انتظار کر رہا ہے۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر کرسچن سٹریری ولا میں اپنی منگیتر اسابیلا ونسنٹ سے ملنے گیا مگر اس سے ڈوئیل کے واقعہ کا بالکل ذکر نہیں کیا۔ پھر بھی اپنی بہن کرسٹینا اور محبوبہ اسابیلا سے جدا ہوتے وقت دل میں بے اختیار رنج و غم کی کسک پیدا ہو گئی۔ بہرحال اس نے ظاہری سکون قائم رکھا۔ اور کسی کو اسکی صورت سے دل کا حال جاننے کا موقعہ نہ ملا۔ مارٹیمر سٹریٹ والے مکان میں جاکر وہ قریباً دو گھنٹے اس قسم کی چٹھیاں لکھنے میں مصروف رہا جنہیں اس صورت میں تقسیم کرنا منظور تھا۔ کہ وہ اس مقابلہ میں ہلاک ہو جائے۔ ایک چٹھی لارڈ کلینڈن کے نام تھی جس میں اس کی مختلف عنایتوں کا شکریہ ادا کرنے کے بعد امید ظاہر کی گئی تھی کہ جو تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ ان کا

نتیجہ وہی ہوگا جس کی آپ کے ہر ایک بہی خواہ کو آرزو ہو سکتی ہے۔ ایک اور خط کرسٹینا کے نام تھا جس میں اس کو بڑے دردناک لفظوں میں الوداع کہی گئی تھی۔ تیسرا مہارانی اندرا کے نام ان احسانات کے شکریہ سے پُر تھا۔ جو اس نے باوقات مختلف کرسٹینا کے حال پر کی تھیں۔ اور چوتھا اسابیلا ونسنٹ کے نام جس کے مضمون کا ناظرین خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔

کرسچن نے جو بڑا محتاط اور دور اندیش نوجوان تھا اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا۔ کہ اس مقابلہ کا حال مسز میکالے کو معلوم نہ ہو جائے۔ وہ بے حد باتونی عورت تھی۔ اس لئے اندیشہ تھا۔ کہ خبردار ہوتے ہی اس واقعہ کو ہر جگہ مشہور کر دے گی۔ وقت مقررہ پر وہ سونے کے لئے لیٹ گیا۔ اور چونکہ اس کا ضمیر ہر قسم کے جرم و گناہ سے پاک تھا۔ اس لئے بڑے اطمینان کی نیند سویا۔ اس کے دنیاوی تعلقات محدود تھے۔ اور وہ ان کے متعلق اپنے خطوں میں سب انتظام کر چکا تھا۔ چونکہ طبعاً دلیر اور بے خوف تھا۔ اس لئے ڈویل کے نتیجہ کے بارہ میں اسے قطعاً خوف نہ تھا۔ ہاں اگر کوئی خیال اس کے دل میں رنج کی ہلکی سی جھلک پیدا کرتا۔ تو محض یہ کہ میری بے ہنگام اور ناگہانی موت سے میرے عزیزوں اور محسنوں کو بھاری صدمہ ہوگا۔

سونے سے پہلے کپتان سٹانلے کا ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ میں نے ڈویل کے متعلق آنریبل ولسن سٹینہوپ سے سب انتظامات پختہ کر دیئے ہیں۔ اگلے روز کرسچن صبح کو قریباً ساڑھے پانچ بجے اُٹھا۔ مگر لباس پہننے کے وقت اپنے کمرہ میں انتہائی احتیاط سے قدم رکھتا تھا کہ ایسا نہ ہو مسز میکالے یا گھر کے اور لوگ بیدار ہو جائیں۔ چاروں چٹھیاں جیب میں ڈال وہ دبے پاؤں زینہ سے اُترا۔ اور ٹھیک چھ بجے اس طرح نظر بچا کر مکان سے نکل گیا کہ گھر والوں میں سے کسی کو اس کے باہر جانے کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ تھوڑی دور چلکر ایک کرایہ کی گاڑی مل گئی اس میں بیٹھ کر وہ کپتان سٹانلے کے مکان پر گیا۔ وہ پہلے ہی اس انتظار میں تھا۔ ناشتہ حاضر تھا۔ مگر کرسچن نے بہت کم کھایا۔ گو اس کے سکون و استقلال میں اب بھی خلل نہ آیا تھا۔ یہ حالت دیکھکر سٹانلے کو یقین ہوگیا۔ کہ اس میں سچے بہادروں کا وہ جوہر موجود ہے جو ادنےٰ بے خوفی کی نمائش سے بالکل جدا ہوتا ہے۔

اس کے تھوڑی دیر بعد کپتان سٹانلے کی فٹن تیار ہوگئی۔ اور دونو دوست اس مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں مقابلہ ہونا تھا۔ چلتے وقت کپتان کا نوکر پستولوں کا ڈبہ گاڑی میں رکھ گیا۔ تھوڑی دور آگے ڈاکٹر کا مکان تھا۔ اسے اس خیال سے ساتھ لے لیا گیا کہ شائد

کسی کے زخمی ہونے پر اس کی امداد درکار ہو۔ معلوم ہوا کہ سٹانلے نے شب گذشتہ ہی اس سے سارا انتظام مکمل کر لیا تھا۔ اس کے بعد تینوں گاڑی میں بیٹھ کر ومبلڈن کامن کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر گاڑی سے اُترے۔ تو دیکھا مسٹر سٹینہوپ اور ایلکس آلیور پہلے سے موجود تھے۔

کپتان سٹانلے مسٹر سٹینہوپ کے پاس جا کر اسے قصداً ذرا فاصلہ پر لے گیا۔ اور اس کے کان میں کہنے لگا "یاد ہے۔ کل رات ہمارے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی؟"

"کپتان صاحب میں نے آپ کی سب باتیں اپنے دوست آلیور سے بیان کر دی تھیں۔" مسٹر سٹینہوپ نے جواب دیا "لیکن معلوم ہوا کہ وہ اس مقابلہ کے لئے عہد مصمم کر چکا ہے۔"

"دونوں لڑکین کی ضد پائی جاتی ہے۔" سٹانلے نے کہا۔ "یہ امر کتنا افسوسناک ہے کہ ایک معمولی سی بات نے اس قدر طول کھینچا۔"

"کپتان سٹانلے آلیور کو آپ کے دوست پر بہت غصہ ہے۔" مسٹر سٹینہوپ نے کہا اور گو میں سارے حالات سے واقف نہیں۔ تاہم اس کے رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے بیحد رنج پہنچا ہے۔"

"تو کیا مقابلہ کو ٹالنے کی کوئی صورت نہیں؟" کپتان نے پوچھا۔

"افسوس نہیں۔" سٹینہوپ نے جواب دیا۔

"خیر تو اتنا یاد رکھئے۔" سٹانلے نے اپنی کوششوں کو ضائع ہوتے دیکھ کر کہا "میں نے اس وقت اور اس سے پہلے صلح و آشتی کے لئے جتنی کوشش کی ہے۔ وہ سب اپنی ذمہ واری پر مسٹر اشٹن کی بے خبری میں کی ہے۔ مہربانی سے یہ نہ سمجھئے۔ کہ خود کرسٹن کو مقابلہ سے گریز ہے ۔۔۔"

"حضرت آپ کا کہہ دینا ہی کافی ہے۔" سٹینہوپ قطع کلام کر کے کہا "ہاں مقابلہ سے بچاؤ کی ایک صورت ہے۔ یعنی مسٹر اشٹن واضح لفظوں میں میرے دوست سے معافی مانگ لیں ۔۔۔"

"لیکن میں جانتا ہوں۔ کہ اگر میں اپنے دوست کو معافی مانگنے کا مشورہ بھی دوں۔ تو وہ ہرگز اس کے لئے تیار نہ ہوگا۔" کپتان سٹانلے نے کہا "اور سچ پوچھئے۔ تو میں اس طرح کا مشورہ دینا بھی نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں کم و بیش سارے حالات سے واقف ہوں۔ بلکہ ایک حد تک اس واقعہ کا شریک بھی تھا۔ اور میں اپنی معلومات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر اشٹن نے کوئی بات بے جا نہیں کی۔"

"خیر اس گفتگو کو طول دینا لا حاصل ہے"۔ سٹینہوپ نے کہا "میرے خیال میں اب ہمیں جگہ ناپنے اور پستول بھرنے کا کام شروع کرنا چاہیے۔"

یہ کام جلدی ہی ہو گیا۔ جس کے بعد سٹانلے نے ایشٹن کے پاس جا کر کہا" عزیز دوست کیا ان ہدایتوں کے علاوہ جو پیشتر دے چکے ہو۔ کوئی بات اور بھی ہے۔ جو تم دم آخر میں مجھ سے کہنا چاہتے ہو؟"

"کچھ نہیں" کریچن نے مستقل لہجہ میں جواب دیا "ہاں اگر قسمت نامہربان ہوئی۔ اور میں اس مقابلہ میں ہلاک ہو گیا۔ تو میری جیب سے چند خط نکلیں گے۔ مہربانی سے ان میں سے ہر ایک کو تقسیم کر دیجیے گا۔ اور اس فرض کو ایسی احتیاط سے ادا کیجیے۔ کہ صدمہ کی شدت تا حد امکان گھٹ جائے۔"

"پیارے دوست اطمینان رکھو۔ ان ہدایتوں پر پوری طرح عمل کیا جائے گا" کپتان سٹانلے نے جواب دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے اس کی آواز میں قدرے لغزش پیدا ہو گئی۔ پھر جب اس نے کریچن سے ہاتھ ملایا تو اس کا بدن زور سے کانپ رہا تھا۔

اس اثنا میں ولسن سٹینہوپ بھی اپنے دوست ایلکسس آلبور سے مبادیات طے کر چکا تھا۔ سب کام ہو چکا تو نائبوں نے بھرے ہوئے پستول فریقین کو پیش کیے۔ پہلے کریچن نے اس بات کا عہد کر لیا تھا کہ دشمن کا ارادہ خواہ کچھ ہو میں اپنا پستول ہوا میں چلا دوں گا۔ لیکن زیادہ غور کرنے پر یہ تجویز نامناسب معلوم ہوئی۔ خیال آیا۔ کہ ممکن ہے میری اس کارروائی کو فیاضی اور درگذر کی بجائے بزدلی پر محمول کیا جائے۔ اس کے باوجود چونکہ فطرتاً رحمدل تھا۔ اس لئے اس بات کا ارادہ کر لیا کہ فیر کرتے وقت نالی کا منہ کسی قدر پھیر دوں گا۔ تاکہ دشمن کو کسی طرح کی ایذا نہ پہنچے۔ اس کے نزدیک کسی کی جان لینا یا اسے زخمی کرنا گناہ عظیم میں داخل تھا۔

بعد ازاں دونو حریف ان قواعد کے مطابق جو اس قسم کے حالات سے مخصوص ہیں آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ نائب ایک طرف ہٹ گئے۔ اور ڈاکٹر بہت دور فاصلہ پر چلا گیا۔ فیصلہ یہ تھا کہ ولسن سٹینہوپ کے رومال ہلاتے ہی دونو ایک ساتھ فیر کر دیں۔ چنانچہ وہ دونو پستول تانے رومال پر نظر جمائے چپ چاپ کھڑے تھے۔

اشارہ پا کر دونو پستول سر ہوئے۔ اور اس کے ساتھ ہی کریچن کو دشمن کی گولی کان کے پاس سے سنسناکر گذرتی سنائی دی۔ وہ تو بچ گیا۔ مگر ایلکسس کے منہ سے ایک جگر دوز

ہو چیخ نکلی - اس کا پستول ہاتھ سے گر گیا - اور دایاں ہاتھ جس میں پستول تھا - بیکار ہو کر - پہلو میں جھک گیا - در حقیقت کرسچن چونکہ فیر کرنا نہیں جانتا تھا - اس لئے فیر کرتے وقت جب اس نے گھبرا کر نالی کا منہ پھیرا تو وہ بے خبری میں دشمن کی طرف مڑ گئی - اور اس طرح ایلکسس بے ارادہ اور لاعلمی کی حالت میں زخمی ہو گیا - چیخ کی آواز سن کر ڈاکٹر بھاگا ہوا پاس آیا - اور اس نے دیکھا کہ گولی آلیور کے دائیں بازو کی کہنی میں لگی ہے - کرسچن کو اس واقعہ سے جو رنج و غم ہوا - وہ محتاج بیان نہیں - مگر سٹانلے نے یہ کہہ کر تسلی دی - کہ تم واقعہ میں بے قصور ہو - جھگڑے کی ابتدا آلیور کی طرف سے ہوئی تھی - پس وہ اس حادثہ کا خود ہی ذمہ وار ہے - اتنے میں ڈاکٹر نے زخم کا معائنہ کر کے کہا - کہ تشویش کا موقعہ نہیں - امید ہے زخم جلدی مندمل ہو جائے گا - کرسچن نے اس وقت جو ہمدردانہ الفاظ کہے - اور ایلکسس کے زخمی ہونے پر جس پیرایہ میں سچے دل سے اظہار افسوس کیا - اس کا دشمن کے دل پر بہت اثر ہوا - چنانچہ اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ پیش کیا - اور کہا مسٹر ایشٹن ہماری دشمنی کا خاتمہ ہو چکا - آج سے ہماری سچی دوستی کا آغاز ہوتا ہے "

جب ڈویل ہو چکا اور سب لوگ واپس جانے کو تیار ہوئے تو کرسچن نے ولسن سٹینہوپ کے پاس جا کر کہا "مسٹر سٹینہوپ میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں - بتائیے آپ کہاں مل سکیں گے - کیا میں آپ کے مکان پر آؤں - یا آپ کو میرے ہاں آنے کی فرصت ہوگی؟"

سٹینہوپ یہ سن کر سخت متعجب ہوا - مگر کہنے لگا "کیوں نہ وہ باتیں یہیں ہو جائیں؟"

"میرے خیال میں آپ - سارا حال سن کر اس بات کے لئے شکر گذار ہوں گے - کہ میں نے علیحدگی میں گفتگو کرنے پر زور دیا" کرسچن نے کہا۔

"بہت اچھا، جیسے آپ کی مرضی" سٹینہوپ نے آخر کار جواب دیا "میں ٹھیک بارہ بجے آپ کے مکان پر آ جاؤں گا"

کرسچن نے اپنا پتہ بیان کیا جس کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے - یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا - کہ رخصت ہونے سے پہلے فریقین میں یہ بات طے ہو گئی تھی - کہ مقابلہ کے واقعہ کو بالکل پوشیدہ رکھا جائے - اور کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو۔

- رچینڈ اس موقعہ پر کرسچن نے غیر معمولی جرأت و استقلال سے کام لیا تھا - تاہم یہ کہنا مضحکہ خیز تصنع میں داخل ہوگا - کہ اسے بے ضرر رہنے اور کامیاب ہونے پر سچی خوشی حاصل

نہ ہوئی۔ البتہ ایک بات اس خوشی کو بڑی حد تک کم کرنے والی یہ تھی۔ کہ وہ انتہائی کوشش کے باوجود دشمن کو زخمی ہونے سے بچا نہ سکا۔ لندن آکر سٹانلے سے علیحدہ ہوا۔ تو بہت دیر تک اسکی امداد اور دوستانہ مشوروں کے لئے شکریہ ادا کرتا رہا۔ اور اس کے بعد مکان کی طرف روانہ ہوا۔ مسز مکالے اور نوکروں کا خیال تھا۔ کہ وہ لارڈ کلینڈن کے کسی کام کے سلسلہ میں اتنا سویرے باہر گیا ہے۔ کم از کم اس کا ان کو گمان تک نہ تھا۔ کہ وہ ڈویل کے خطرناک مقابلہ میں شریک ہونے کے لئے گیا ہوا ہے۔ واپسی پر کریچن نے سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ جس قدر الوداعی رقعے رات کو لکھے تھے۔ وہ سب تلف کر دئیے۔ اور اس کے بعد ولسن سٹینہوپ کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

بارہ بجے کے بعد ملاقاتی آگیا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ سٹینہوپ کو کئی ایک وجوہ سے کریچن سے سخت نفرت تھی۔ اور وہ اس سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا نہ چاہتا تھا۔ لیکن صبح کی گفتگو میں کریچن نے چونکہ نہایت پراسرار رویہ اختیار کیا تھا۔ اس لئے سٹینہوپ یہ جاننے کے لئے بیتاب ہو گیا۔ کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس وقت اسکی بدمزاجی بھی جوش اشتیاق میں دبی ہوئی تھی۔ دوسری جانب کریچن کے رویہ سے انتہائی سرد مہری ظاہر ہوتی تھی۔ اور اس کا چہرہ سکون و استقلال کا مظہر تھا۔ سٹینہوپ کے دل میں کئی طرح کے مبہم اندیشے پیدا ہو رہے تھے۔ اور وہ اس ملاقات کا مقصد جاننے کے لئے سخت بیقرار تھا۔

کمرہ میں داخل ہوا تو کریچن نے رسمی طور پر بیٹھنے کی درخواست کی۔ اور خود بھی ایک کرسی لے کر بیٹھ گیا۔ پھر کہنے لگا۔ "مسٹر سٹینہوپ میں آپ سے ایک ایسے مضمون پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جس کا آپ کو گمان تک نہ ہو گا۔ بہرحال میں اپنا فیصلہ قطعی کر چکا ہوں۔ اس لئے شروع میں ہی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آپ کو میری شرطیں بہرحال ماننی پڑیں گی۔"

سٹینہوپ کے دل کو اس طرز گفتگو سے سخت صدمہ ہوا۔ مگر اس نے سکون قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "کہیں آپ دوبارہ ڈویل لڑنا تو نہیں چاہتے؟"

"کیا آپ سے؟" کریچن نے لہجہ وقار میں جواب دیا۔ "اطمینان رکھئے کہ آپ مجھ سے ڈویل کی درخواست نہیں کر سکتے۔

میرے خیال میں نہایت مناسب ہے کہ آپ اصل معاملہ کی طرف رجوع کریں۔" سٹینہوپ

نے بے تاب ہو کر کہا "پہیلیوں میں باتیں کرنا مجھے ناپسند ہے۔"

"اچھا تو سنئے" کرسچن نے سختی کے لہجہ میں کہا "آپ اس وقت میرے اختیار میں ہیں۔ اور میں آپ کو ایک خاص مقام پر لے جانا چاہتا ہوں۔ انکار کرو گے تو آپ کو حوالہ پولیس کر دیا جائے گا۔"

سٹینہوپ ان لفظوں کو سن کر چونک گیا۔ اور اس کے چہرہ کی رنگت زرد ہو گئی۔ چونکہ اس نے اپنی عمر میں صدہا جرم و گناہ کئے تھے۔ اس لئے پولیس کے نام سے ہی اس کی روح فنا ہوتی تھی۔

"یہ ثابت کرنے کے لئے کہ آپ میرے قابو میں ہیں صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرنا کافی ہو گا۔" کرسچن نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "یعنی وہ جو قصر اوک لینڈس میں پیش آیا تھا۔"

"اوہ! یہ بات ہے کیا!" سٹینہوپ نے مطمئن ہو کر کہا "تب میں ان دھمکیوں کی ذرا پروا نہیں کرتا۔ بلکہ تمہیں اس گستاخی کی سزا دینے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں۔ اوک لینڈس کا قصہ بہت پرانا ہے۔ اور نہ ڈیوک اس کے متعلق کچھ کہہ سکتا ہے۔ نہ ڈچس ہی گڑے مردے اکھاڑنا پسند کرے گی رہ گئے تم۔ تو فقط تمہارا بیان کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ حیرت ہے اس پرانے واقعہ کی یاد تازہ کرنے میں تمہیں کیا مصلحت نظر آئی؟..."

"مسٹر سٹینہوپ اتنا جلد رائے قائم نہ کیجیے۔" کرسچن نے سنجیدگی سے کہا "معلوم ہوتا ہے آپ نے میرا مطلب سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ میں اس واقعہ کا ذکر نہیں کرتا۔ جب آپ نے ڈیوک کی سازش میں حصہ لے کر ایک نیک و پاک خاتون کو بدنام و برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر میری بروقت مداخلت سے وہ سازش کامیاب نہ ہو سکی..."

"تو پھر کس واقعہ کا ذکر کرتے ہو؟" سٹینہوپ نے لہجہ اضطراب میں پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوچ کر کہ کرسچن کا اشارہ کس واقعہ کی طرف ہو گا۔ اس کے چہرہ کی رنگت پیلی پڑ گئی۔

"میں تمہارے دوسری بار اوک لینڈس جانے کا ذکر کرتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے کرسچن نے اپنی تیز سیاہ آنکھیں اس کے چہرہ پر گاڑ دیں۔ اور کہا "غالباً یاد ہو گا کہ یہ واقعہ بہت پرانا نہیں ہے..."

"اچھا پھر؟" سٹینہوپ نے ڈھلتی ہوئی ہمت کو برقرار رکھنے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بالفرض میں ایک رات قصر اوک لینڈس کی دعوت میں شریک ہوا۔ تو اس میں گناہ کیا ہوا؟"

مجھ سے ڈیوک آف مارچ مونٹ سے قریبی تعلقات ہیں۔۔۔"

"اور کیوں نہ ہوں" کرسچن نے طنز کے لہجہ میں کہا "مجرم شخصوں کے تعلقات ہمیشہ قریبی ہوا کرتے ہیں۔"

"مجرم! کون مجرم؟" سٹینھوپ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ جس نے جرم کیا۔" کرسچن نے جواب دیا "جس نے قتل کی سازش میں بڑے اطمینان سے حصہ لیا تھا۔ اور جو ایک ایسے شخص سے جس کو خود ارتکاب جرم کا حوصلہ نہ تھا۔ روپیہ لے کر قتل پر آمادہ ہو گیا۔۔۔"

سٹینھوپ کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ کرسچن کے الفاظ آتشی تیروں کی طرح اس کے دل و دماغ کو جھلس رہے تھے۔

"فرمائیے کیا اب معلوم ہوا کہ آپ کی بداعمالیاں لوگوں سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔" کرسچن نے پوچھا "کیا اب یقین آیا۔ کہ آپ پوری طرح میرے اختیار میں ہیں۔ سنئے جس زمانہ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس وقت آپ کی ڈیوک سے جو گفتگو ہوئی۔ اور جو شرطیں ایک دوسرے سے طے کی گئیں تھیں۔ وہ سب مجھے پوری طرح معلوم ہیں۔ ڈیوک نے آپ کو انعام کا لالچ دے کر قتل کے لئے آمادہ کیا۔ اور آپ اس کے لئے تیار ہو گئے۔ معاوضہ کے لئے پہلے کچھ جھگڑا ہوا لیکن آخر کار آپنے اس رقم کی وصولی پر اصرار کیا۔ مگر ڈیوک نے اس شرط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ایسا ہونا باعث حیرت نہ تھا۔" کرسچن نے لہجہ نفرت سے کہا۔ "کیونکہ مجرموں میں ہمیشہ بے اعتمادی پائی جاتی ہے۔"

سٹینھوپ کچھ جواب دینا چاہتا تھا۔ مگر نہ دے سکا۔ الفاظ نوک زبان تک آئے اور رک گئے۔ ہر کوشش لبوں کی تھرتھراہٹ پر ختم ہو گئی۔

"بالآخر دونوں میں سمجھوتہ ہو گیا۔" کرسچن نے قصداً تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ "یعنی طے ہوا کہ نصف رقم پیشگی ادا کی جائے۔ اور نصف بعد چنانچہ تم اس کے لئے رضامند بھی ہو گئے تم نے۔۔۔"

"بس کرو۔ مسٹر ویشٹن بس کرو۔" بدنصیب آدمی نے پریشان ہو کر کہا۔ "فرمائیے اب آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ جو کہنا چاہتے ہوں۔ کہیں۔ لیکن خدارا اس رنج دہ تفصیل کو رہنے دیں۔"

"ہاں اب معلوم ہوا۔ کہ میں نے جو کہا وہ غلط نہ تھا۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "میں نے پہلے ہی

کہدیا تھا۔ کہ تم میرے اختیار میں ہو۔ اور اب دیکھ لو کہ امر واقعہ یہی ہے۔ یہ سب باتیں عدالت انصاف میں ثابت کی جاسکتی ہیں۔ اور کی جائیں گی۔ اگر تم نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا۔"

"آہ! اس رات کے بعد" سٹیپ نے خوف سے تھرائی ہوئی آواز میں کہا "میرے دل میں ڈیوک کی نسبت کئی طرح کے خوفناک شبہات پیدا ہوتے رہے ہیں۔ خدا کے لئے بیان کرو۔ کیا کوئی خاص بات ظاہر ہوگئی ہے؟..."

"مجھ سے اس قسم کے سوالات نہ پوچھو۔ کیونکہ میں ان کا جواب نہ دوں گا۔" کرسچن نے قطع کلام کرکے کہا۔ "ہاں اگر اپنی سلامتی عزیز ہے۔ تو میرے ساتھ ایک خاص مقام تک چلنا منظور کرو۔ انکار کرو گے تو سختی عمل میں لانی پڑے گی۔"

یہ کہہ کر کرسچن اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور کھڑکی کی طرف چلا گیا۔ حرکت بے ارادہ اور خالی از مطلب تھی مگر کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا۔ تو اتفاق سے ایک پولیس کا سپاہی بازار میں چل رہا تھا۔

کرسچن نے باہر کی طرف اشارہ کرکے کہا "صورت انکار میں پولیس کا آدمی حاضر ہے۔ تمہیں فی الفور اس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔"

سٹیپ گھبرا کر کھڑا ہوگیا۔ اور اس کی نگاہ بے اختیار کھڑکی کی طرف اٹھی۔ مگر جب اس نے بھی پولیس کے آدمی کو ادھر ادھر پھرتے دیکھا۔ تو خیال آیا۔ شاید کرسچن اس کو میری گرفتاری کے لئے ساتھ لایا ہے۔ اب اس کے چہرہ کی رنگت بالکل ہی پیلی پڑ گئی۔ بے قرار ہوکر گلوگیر لہجہ میں بولا "مسٹر الیشٹن میں آپکے رحم پر ہوں۔ خدا کے لئے مجھے اس ذلت سے بچاؤ۔ جس طرح کہو گے کروں گا۔"

"اطمینان رکھو۔ میں تمہیں کسی جرم کے لئے مجبور کرنا نہیں چاہتا۔" کرسچن نے کہا۔ "تم نے اپنی عمر میں بے شمار جرم کئے ہیں۔ لیکن اگر چاہتے ہو کہ وہ سب پردہ راز میں چھپے رہیں تو چپ چاپ میرے ساتھ چلو۔ صرف چند دن لنڈن سے باہر رہنا ہوگا۔ اس کے متعلق اگر کسی کو اطلاع دینا چاہتے ہو۔ تو یہیں ایک رقعہ لکھ دو۔ پہنچا دیا جائے گا۔"

سٹیپ نے فوراً ایک خط میرین کے نام لکھا۔ اور کرسچن نے علیحدہ بیٹھکر میرین کی بہن ایمی کے نام ایک اور خط تحریر کیا۔ دونوں خط لکھے جاچکے۔ تو اس نے گھنٹی بجا کر نوکر کو طلب کیا اور کہا۔ "انہیں ابھی جاکر ڈاک میں ڈال آؤ۔"

"اور اب چپ چاپ میرے ساتھ چل دو۔" اس نے ولسن سٹیپ سے مخاطب ہوکر کہا۔

یہاں سے ہم لوگ ریل میں سوار ہو جائیں گے۔ لیکن خبردار رستہ میں بھاگنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ اگر ایسا کیا۔ تو میں بے تامل حوالہ پولیس کردونگا۔"

"اطمینان رکھیے۔ کہ میں ایسی کوشش نہ کروں گا۔" سٹیہوپ نے جو حالت یاس میں ہر طرح کی ذلت برداشت کرنے کو آمادہ ہو چکا تھا۔ کہا۔

کرسچن نے اپنا مختصر اسباب پہلے ہی سفری بیگ میں بند کر رکھا تھا۔ فوراً ایک کرایہ کی گاڑی طلب کی۔ اور دونو اس میں سوار ہو کر ریل کے سٹیشن کی طرف چل دیے۔

جیسا ناظرین نے دیکھ لیا۔ گذشتہ چند دن سے کرسچن کو غیر معمولی مصروفیتیں درپیش تھیں مگر اس کی عادت تھی۔ کہ جس کام کو اپنے ذمہ لے۔ اسے پوری تن دہی سے انجام دیتا تھا۔ اور اب اس معاملہ کو بھی کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کو بے قرار تھا۔ اس کے ساتھی بھی اسی سرگرمی سے کام کر رہے تھے۔ ہر قدم بڑی ہوشیاری سے اُٹھتا تھا۔ اور ان مشترک کوششوں سے وہ مقصد جو پیش نظر تھا۔ رفتہ رفتہ قریب ہوتا جا رہا تھا۔ کام بے شک خطرناک تھا۔ مگر اسکی انجام دہی میں بڑی احتیاط برتی جاتی تھی۔ حصول مدعا کے لئے کئی پیچیدہ تدبیریں اختیار کی جارہی تھیں لیکن آخری کامیابی محفوظ تھی۔

ادھر تو یہ تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اور دوسری جانب ڈیوک آف مارچ مونٹ بیماری کے خطرناک مرحلہ سے گذر کر منزل صحت کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ اب وہ پوری طرح ذی ہوش اور ان حالات کو سمجھنے کے قابل تھا۔ جن کی بدولت حرم دماغ کا عارضہ لاحق ہوا تھا۔ ماہر اطبا کی کوششوں نے اس کو فرشتہ موت کے چنگل سے چھڑا لیا۔ مگر آہ! کس کو خبر تھی۔ کہ یہ صحت یابی واقعہ میں ایک زیادہ خطرناک آزمائش کی تیاری ہے۔ بے خبری میں اس کے گناہوں کا جال ایسی مضبوطی سے اس کے گرد کسا جا رہا تھا جس سے بچنے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی!

باب ۱۴۴

خفیہ عدالت

نظارہ قصر اوک لینڈس میں تبدیل ہوتا ہے۔ واقعات مذکورہ کو قریباً دس دن گذر گئے تھے۔ اور ہمپشائر کے اس عالی شان محل میں عجیب و خوفناک تیاریاں ہو رہی تھیں۔

اس وقت رات کے گیارہ بجے تھے۔ اور وقصراوک لینڈس کے وسیع کمرہ نشست میں دہشت خیز خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سیاہ پردے لٹک رہے تھے۔ اور ہلکی مدھم روشنی اس جگہ کی ہولناک تاریکی کو اور بھی نمایاں کرتی تھی۔ شاید اسی مقصد کے لیے فرش زمین پر سپید کپڑا بچھایا گیا تھا۔ حالانکہ چھت اور دیواریں سیاہ چادروں میں چھپی ہوئی تھیں۔ گاہ بگاہ دیواروں کے سیاہ پردے اس طرح سمٹ جاتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ سنگ سیاہ کے ایک ڈال ستون کھڑے کئے گئے ہیں۔ ایک جانب نیم باز دروازہ میں تیز روشنی کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس نے کمرہ کی ہیبت کو دوبالا کر رکھا تھا۔ مگر اس کمرہ کی اندرونی کیفیت ہال میں کھڑے ہوکر دکھائی نہ دیتی تھی۔ اسے دہلیز میں کھڑا ہوکر ہی دیکھا جا سکتا تھا۔

وسیع کمرہ نشست کے ایک سرے پر مسند تھی۔ جس پر چڑھنے کے لئے دو سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان پر بھی سپید چادر بچھا دی گئی تھی۔ مسند پر ایک کھلی کرسی۔ تخت سے مشابہ رکھی ہوئی تھی اور مہارانی اندرا اس پر وقار شاہانہ سے جلوہ افروز تھی۔ اس کا لباس سپید اور لمبے سیاہ بال پس پشت لٹکے ہوئے تھے۔ بالکل سپید معجر نے بالوں کی سیاہی کو پوری طرح نمایاں کر رکھا تھا۔ اور اس کا بیش قیمت شال ڈھلک کر گھٹنوں پر آرہا تھا۔ اس ہیبت ناک دھندلے ہال میں وہ شاہانہ رعب وسطوت سے بیٹھی ہوئی تھی۔ رخ ملیح پر زردی اور چہرہ سے استقلال ظاہر ہوتا تھا۔ مختصر یہ کہ وہ کسی ملکہ دوراں کی طرح اس انداز سے بیٹھی تھی۔ گویا ایک ناگوار فرض کو انجام دینا چاہتی ہے۔

اس کے دائیں جانب پہلے ایک نقاب پوش عورت اور اس سے تھوڑا آگے ایک مرد وہ بھی نقاب سیاہ میں منہ چھپائے۔ جانب چپ پہلے ایک نقاب پوش عورت۔ اس سے آگے مرد اور پھر ایک اور عورت نسبتاً فربہ اندام تھی۔ اس کا لباس عمدہ مگر چہرہ بدستور ڈھکا ہوا تھا۔ گویا مسند کے سامنے کھڑے ہوکر دیکھا جائے۔ تو مہارانی کے دائیں جانب دو اور بائیں جانب تین آدمی بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے۔

ٹھیک گیارہ بجے یعنی اس وقت جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں کمرہ میں اشخاص مذکورہ کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اور یہ چھیئوں صورت تصویر بالکل چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے۔ مہارانی اندرا بے حرکت بیٹھی تھی۔ مگر باقی پانچوں آدمی اس طرح کی بے قراری ظاہر کر رہے تھے۔ گویا فکر و تشویش میں مبتلا ہیں۔ اندرا کی موٹی سیاہ آنکھوں سے استقلال ظاہر ہوتا تھا۔ سرخ تر ہونٹ قدرے کھلے ہوئے مگر بے حرکت تھے۔ ان میں تھرتھراہٹ کا نشان تک نہ تھا۔ اور یہ حالت ظاہر کرتی تھی

۱۸۷۵

مہارانی کے خیالات کسی مسئلہ خاص پر لگے ہوئے ہیں جس کی نسبت وہ قصد مصمم کر چکی ہے۔ ان لوگوں کی طرف جو اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ نظر ڈالے بغیر وہ اپنے تخت پر ساکت و صامت بیٹھی ہوئی تھی مگر اس کے انداز میں اس طرح کی سختی یا درشتی جو اوصاف نسائیت کے خلاف سمجھی جائے موجود نہ تھی بلکہ اس کے چہرہ سے ایک عجیب شاہانہ وقار ظاہر ہوتا تھا۔ اس کا سکون اتنا کامل تھا کہ دیکھنے والے کو سنگی مجسمہ کا گمان ہونا عجیب نہ تھا۔ نہ اس کی خوشنما چھاتی میں تلاطم اور نہ چہرہ پر تشویش و اضطراب کے آثار نمودار تھے۔ اس تمکنت و وقار کے ساتھ وہ جمیل خاتون پوری سنجیدگی کی حالت میں مسند کے تخت پر پانچ نقاب پوش شخصوں کے وسط میں بیٹھی تھی۔ کچھ اس کا رعب اور کچھ ثقاہت۔ کچھ دیواروں اور چھت پر لگے ہوئے سیاہ کپڑے کا اثر اور کچھ فرش زمین کی سپید چادر اور کچھ وہ روشنی جو ہال میں نہایت مدھم مگر ایک خاص کمرہ میں بہت تیز تھی۔ غرض ان ساری باتوں کے مجموعہ نے عام منظر کو بہت خوفناک اور مہیب بنا رکھا تھا۔ اور اس کی فضا ایسی تھی۔ کہ اگر کسی آدمی کو اچانک مہارانی کے حضور میں لایا جاتا۔ تو اس کے دل میں دہشت و خوف پیدا ہونا قدرتی تھا۔

یکایک کمرہ کے ایک جانب لٹکی ہوئی سیاہ چادر میں حرکت ہوئی۔ فوراً وہ آہنوسی پردہ ایک طرف ہٹا۔ اور داروغہ پرولس داخل ہوا۔ اس وقت اس نے بھی کامل سیاہ لباس پہنا ہوا تھا۔ صرف اس کے گلوبند کی رنگت سپید تھی۔ بڑے ادب سے سر جھکائے وہ اس مقام کی طرف گیا جہاں مہارانی اندرا تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے جا کر وہ ایک زانو کے بل جھکا اور ایک چھپا ہوا کارڈ پیش کر کے کہنے لگا "حضور والا۔ ڈچس کچھ تخلیہ میں عرض کرنا چاہتی ہیں۔"

اندرا نے کارڈ لے کر دیکھا۔ اور ایک لمحہ کے لئے سخت بے چین ہو گئی۔ یکایک اس کے خوشنما چہرہ پر آثار ترحم پیدا ہوئے۔ اس نے بدقت ایک آہ ضبط کی۔ اور گھبرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔ "پرولس میں ضرور اس سے ملوں گی۔"

وہ تخت سے اتر آئی اور بڈھے داروغہ کے ساتھ اسی دروازہ سے رخصت ہوئی جس کی راہ سے وہ آیا تھا۔ باہر جا کر اس نے پرولس سے کہا۔ "وہ دونوں اس وقت ایک ہی کمرہ میں تو نہیں ہیں؟"

"نہیں سرکار" داروغہ نے جواب دیا۔ "ڈیوک اپنے کمرہ میں ہیں جس پر حضور کے آدمی پہرہ دے رہے ہیں۔ اور بیگم صاحب اس کمرہ میں" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک بند دروازہ کی طرف

اشارہ کیا۔ جو اس جگہ کے سامنے واقع تھا۔ جہاں یہ دونوں وقت کھڑے تھے۔

"گویا ڈچس اس وقت تنہا ہیں؟ مہارانی نے پوچھا۔

"جی ہاں تنہا" داروغہ نے جواب دیا۔ "بہت پریشان اور مضطرب نظر آتی ہیں ۔۔۔ اور ان کی حالت قابل رحم ہے ۔۔۔"

اندرا نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا۔ "افسوس اب ہم اس غریب کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ مجھے بیگم کی حالت پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ بیچاری بے گناہ اپنے شوہر کی خطاؤں کے لئے تکلیف پا رہی ہے۔ پروس مجھ کو ڈچس سے دلی ہمدردی ہے۔ مگر جیسا تم سمجھ سکتے ہو۔ اس ہمدردی کی خاطر انصاف کا عمل روکنا ناممکن ہے"

"میں حضور کے منشائے عالیہ کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" بڈھے داروغہ نے تسلیم کیا۔ "بیگم صاحب کی حالت واقعی ہمدردی کے قابل ہے مگر ناچار دل کو سمجھانا پڑتا ہے۔ کہ جو فرائض ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان کی خاطر احساس درد و رحم کو بھی کچلنا پڑے گا"

مہارانی نے ایک بار پروس کی طرف انداز تعریف سے دیکھا۔ پھر اس کمرہ میں چلی گئی۔ جہاں ڈچس آف مارچ مونٹ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ان عالی قدر خواتین کی ملاقات کا یہ دوسرا موقعہ تھا۔ ڈچس نے اب بھی مہارانی کو دیکھا تو فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے آگے دوزانو ہو گئی۔ نہ صرف اس لئے کہ وہ اس معزز خاتون کے مراتب سے واقف ہو چکی تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ وہ محسوس کرتی تھی میرے شوہر کی قسمت کا فیصلہ اور بالواسطہ میرے اپنے مستقبل کی باگ اب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

مہارانی نے فوراً آگے بڑھ کر ڈچس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور کہنے لگی "ڈچس آف مارچ مونٹ اٹھو۔ واقعی مجھے آپ سے دلی ہمدردی ہے۔ مگر افسوس ہے اس سے زیادہ آپ سے کچھ نہیں کر سکتی۔ میں آپ کو کوئی امید دلانا نہیں چاہتی جس کا پورا ہونا اب ناممکنات سے ہے"

"مہارانی میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ میرا شوہر نامعلوم خطروں سے گھرا ہوا ہے۔" ڈچس بیوینا نے اندرا کا سہارا پاکر اٹھتے ہوئے کہا "آپ اس وقت مختار کل ہیں۔ لیکن یاد رکھئے رحم کا درجہ انصاف سے بہت اونچا ہے۔ اس لئے اپنے اختیارات کو کام میں لاتے ہوئے اس رحم و درگذر کو جو عالی قدر بادشاہوں کا شیوہ ہے نظر انداز نہ کیجئے"

"ڈچس آف مارچ مونٹ" مہارانی نے مصیبت زدہ خاتون کے الفاظ سے متاثر ہو کر کہا

"بیٹھ جاؤ - میں اس مضمون پر آپ سے مفصل گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔" پھر اپنے ہاتھ سے ڈچس کو ایک کرسی پر بٹھا کر اپنی موٹی سیاہ آنکھیں اس کے چہرہ پر جماتے ہوئے اندرا نے کہا "کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کے شوہر کو کس لئے یہاں لایا گیا ہے؟"

"افسوس - میرا دماغ ٹھیک کام نہیں کرتا۔" ڈچس نے جواب دیا "میں نہیں جانتی - کہ کیا رائے قائم کروں - لیکن میرا خیال ہے - کہ جس معاملہ میں میں ایک بار پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی - اسی کے متعلق یہ سارے انتظامات کئے گئے ہیں - میں خیال کرتی ہوں - میرے شوہر نے کوئی بھاری خطا کی ہے - غالباً آپ کی خادمہ سگونہ کی ہلاکت کے بارہ میں ہی کچھ معاملہ ہے۔"

مہارانی نے ڈچس کے سوال کا براہ راست جواب نہ دیتے ہوئے کہا "ڈیوک کئی دن تک بیمار رہ کر بخار کی شدت سے ہذیان کرتا رہا ہے - میں جانتی ہوں اس حالت میں آپ ایک وفادار بی بی کی طرح ہر وقت اس کے پاس رہتی تھیں - اس لئے بتائیے کیا بے ہوشی میں اس نے کوئی ایسی بات کہی تھی - جس سے آپ کو کوئی نئی بات معلوم ہوئی ہو . . . مگر آہ! میں یہ سوال کس منہ سے پوچھتی ہوں - آپ اپنے شوہر کی وفادار بی بی ہیں - آپ کو اس سے سچی محبت ہے - شوہر کیسا بھی نالائق ہو ایک بیبیاں کبھی اپنے منہ سے اس کی برائی نہیں کرتیں۔"

یہ کہکر اندرا خود بھی مضطرب ہو گئی - اس مصیبت زدہ خاتون کو دیکھ کر جس کی صورت سے پریشانی برستی تھی جس کے دل میں نامعلوم خطرے پیدا ہو رہے تھے جس کا سینہ فکر و تشویش سے پھٹا جاتا تھا - مہارانی کو اس سے گہری ہمدردی ہو گئی تھی -

"مہارانی میں بیان نہیں کر سکتی - کہ میرا شوہر بیہوشی میں کیسی خوفناک باتیں کہتا تھا" ڈچس آف مارچ مونٹ نے جواب دیا - "مگر اس کی ہر بات نامکمل اور ہر جملہ بے جوڑ ہوتا تھا - اس لئے میں اس کے لفظوں کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھی - پھر بھی جو کچھ میں نے سنا اس کی بنا پر اتنا کہہ سکتی ہوں کہ اس کا دل کسی بھاری بوجھ سے دبا ہوا ہے - ورنہ کوئی وجہ نہ تھی - کہ اس کے خیالات ایسی بھیانک صورت اختیار کرتے۔" یہ کہتے ہوئے ڈچس نمایاں طور پر کانپنے لگی - "لیکن نہیں نہیں" اس نے فوراً اپنے خیالات کی تردید کر کے کہا "یہ ناممکن ہے - سراسر ناممکن ہے . . ."

"میڈم" مہارانی نے تسلی بخش لہجہ میں کہا "آپ کا ضمیر پاک ہے - اس لئے آپ کو کچھ اندیشہ نہیں۔"

"مگر مجھ بدنصیب کو اپنے لئے تو فکر ہی نہیں ہے۔" ڈچس یوجینیا نے بے قرار ہو کر کہا "میں

تو سب سے زیادہ اپنے شوہر کے لئے بے چین ہو رہی ہوں۔ خدا کے لئے مجھ سے پردہ نہ کیجئے۔ اور بتائیے ان ہولناک اسرار کا کیا مطلب ہے؟ میرا شوہر ایک خوفناک بیماری سے پوری طرح صحت یاب نہ ہوا تھا۔ کہ آپ کے دو قاصد اس سے ملنے آئے اور علیحدگی میں ملنے پر اصرار کیا۔ میں اپنے شوہر سے ایک پل کو جدا نہ ہوتی تھی۔ میرے دل میں اس کی سلامتی کی نسبت کئی طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن دفعتاً ان لوگوں نے آہستہ سے ڈیوک کے کان میں کچھ کہا جسے میں نہ سن سکی۔ مگر ڈیوک پر ان لفظوں کا اثر یہ ہوا کہ منہ سے کلمہ انکار نہ کہہ سکا۔ وہ اتنا ڈرا کہ معلوم ہوتا تھا کہ یکایک فرشتہ اجل اس کے سامنے آ گیا ہے۔ وہ فوراً ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ اور اس وقت مجھے بار اول معلوم ہوا۔ کہ آپ کو مراتب شاہی حاصل ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ رحم کا وصف شاہانہ سب سے زیادہ آپ کو زیب دے سکتا ہے۔ اسی لئے آپ سے التجائے رحم کرنے اپنے شوہر کے ساتھ یہاں چلی آئی۔ اور اب دیکھتی ہوں۔ کہ اپنے آبائی محل میں جہاں سارے اختیارات مجھے یا میرے شوہر کو حاصل ہوا کرتے تھے۔ ہم اجنبی شخصوں کی طرح بے بس ہیں۔ گھر کا داروغہ ہم سے اپنی مرضی منواتا ہے۔ اور نے نوکر پاس سے گذرتے ہوئے ہماری طرف عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں مہارانی یہ باتیں میرے دل میں ناقابل فہم اندیشے پیدا کرتی ہیں۔ خدا کے لئے کہہ ڈالئے۔ اس تمام کارروائی کا مطلب کیا ہے؟"

"افسوس میں سردست اس کے متعلق کچھ جواب نہیں دے سکتی۔" مہارانی اندرا نے جواب دیا

"مہارانی" ڈچس آف مارچ مونٹ نے اسی لہجہ التجا میں کہا "پیشتر ایک بار آپ نے میری خاطر میرے شوہر کی خطاؤں کو معاف کیا تھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ تم نے اپنے شوہر سے کہنا۔ اندرا فقط تمہاری خاطر اس کی خطائیں معاف کرتی ہے۔ آخر کیا باعث ہے کہ آج آپ اسی فراخ حوصلگی سے کام لینے کو تیار نہیں؟"

اندرا نے ڈچس کی طرف رحم آمیز نظروں سے دیکھا۔ پھر کہا "جو آپ کہتی ہیں بے شک ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر اس موقع پر میں نے کہا تھا اگر میں فقط اپنی طرف سے تمہارے شوہر کی خطائیں معاف کرتی ہوں۔ جو برائیاں اس نے ایک اور شخص کے حق میں کی ہیں۔ ان کو معاف کرنے کا مجھے کچھ اختیار نہیں۔"

"مجھے یاد ہے۔ آپ نے اسی طرح کہا تھا۔" ڈچس نے تسلیم کیا۔ "مگر وہ دوسرا شخص جس کا آپ ذکر کرتی ہیں۔ کیا آپ کی خادمہ سگونہ نہ تھی؟"

۱۸۷۹

"نہیں" مہارانی نے جواب دیا۔ "وہ جس کی طرف میں نے اس وقت اشارہ کیا تھا۔ اور جس کے متعلق میں آپ کے شوہر کی خطائیں معاف نہ کر سکی تھی۔ بدنصیب سگونہ نہیں بلکہ . . . بلکہ" انہوں نے تھوڑے تامل کے بعد کہا۔ "لارڈ کلیبنڈن تھا!"

ڈچس کا چہرہ جو پہلے ہی زرد تھا۔ اب لاش کی طرح بے رنگ ہوگیا۔ معلوم ہوتا تھا غش کیا چاہتی ہے۔ کئی طرح کے ہولناک اندیشے اور ہیبت خیز تفکرات اس کے دل میں پیدا ہوگئے۔ اس طرح کے فکر و اندیشے جو ڈیوک کے ہذیان سے اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔

مہارانی نے لارڈ کلیبنڈن کا ذکر قصداً اس خیال سے کیا تھا۔ کہ ڈچس اس ہولناک انکشاف کے لئے جو عنقریب ہوا چاہتا تھا تیار ہو جائے۔ مگر اس خیال سے رنج بھی ہوا۔ کہ اس ذکر سے بدنصیب ڈچس کو جو پہلے ہی مصیبت زدہ اور ہر قسم کی خطاؤں سے پاک ہونے کے باوجود اپنے شوہر کے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے مجبور ہے۔ صدمۂ عظیم پہنچا۔

اس کے بعد وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اور اس رنجیدہ ملاقات کو ختم کرنے کے خیال سے کہنے لگی۔ "معزز خاتون میں درخواست کرتی ہوں کہ اس وقت جہاں تک ممکن ہو۔ استقلال سے کام لیجئے تقدیر کا لکھا ہر حال میں پورا ہونا ہے۔ جو تیاریاں اس وقت کی گئی ہیں وہ اٹل تھیں۔ یہ کام ایک دن ضرور ہونا تھا۔ مگر میں پھر کہتی ہوں کہ ہمارا مقصد آپ کو رنج دینا یا آپ کی راحت میں خلل ڈالنا نہیں ہے۔ ایک آدمی کے برے افعال بسا اوقات بہتوں کے لئے باعث تکلیف ثابت ہوتے ہیں۔ اس عالم اسباب میں بارہا دیکھا گیا ہے کہ بے گناہوں کو گنہگاروں کی خاطر تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ یہی حالت آپ کی ہے۔ یہ تیاریاں حق کو دروغ اور نور کو ظلمات پر غالب کرنے کے لئے عمل میں لائی گئی ہیں۔ کذب چند دن کے لئے عروج حاصل کرسکتا ہے۔ مگر آخری فتح راستی ہی کی ہوتی ہے۔ کوئی طاقت اس کو دبا نہیں سکتی۔ اب آپ کو لازم ہے۔ کہ اپنے دل کو مضبوط رکھئے۔ اور جو واقعات پیش آئیں ان کا ہمت سے مقابلہ کیجئے۔ میں چونکہ آپ کے صفات حسنہ کی دیرینہ مداح ہوں اس لئے قصداً آپ کو نتیجہ سے خبردار کرتی ہوں۔ اور اسی لئے آپ کی تسکین کو ایک نیک دل عورت کو بھیجتی ہوں۔ جہاں تک ممکن ہوگا۔ وہ آپ کو اس غم میں ڈھارس دینے کی کوشش کرے گی"

لیونیا نے اس تقریر کو حیرت و خوف مگر ساتھ ہی احساس شکرگذاری سے سنا۔ صاف نظر آتا تھا۔ کہ اس کے شوہر کو خطرۂ عظیم درپیش ہے۔ اس کے دل میں سیکڑوں اندیشے پیدا ہوتے تھے۔ مگر صحیح رائے قائم کرنا مشکل تھا۔ مہارانی کی تقریر کا کچھ جواب نہ دے کر وہ

پھر اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اور اس طرح نظر التجا سے دیکھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا اپنے بدنصیب شوہر کے لئے رحم کی استدعا کر رہی ہے۔

اندرا کے منہ سے آہ سرد نکلا چاہتی تھی۔ مگر اس نے بدقت اس کو دبایا۔ پھر جھک کر ہاتھ انداز محبت سے دبا کر اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور سچے دل سے کہنے لگی "میری دکھیا بہن۔ پرماتما اس آزمائش میں تم کو صبر دے۔"

کمرہ سے باہر آئی۔ تو پروس دروازہ کے پاس کھڑا تھا۔

اس سے کہنے لگی "مس اسٹیپلٹن کو ڈچس کے پاس بھیج دو۔ کہنا میرے بلانے تک انہی کے پاس رہے"

پھر یہ حکم دینے کے بعد اس نے سنجیدگی سے کہا "اور اب عدالت کا کام شروع ہونا چاہئے۔"

پروس نے جھک کر سلام کیا۔ اور کہا "کیا میں پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں۔ کہ کرسچن اور اس کی بہن کو واقعات آئندہ کا کچھ حال معلوم ہے؟"

"نہیں پروس" مہارانی نے جواب دیا۔ "ان کو اس بارہ میں بہت کم حالات بتائے گئے ہیں ان کو بالکل معلوم نہیں کہ انہیں یہاں لانے کا مقصد کیا ہے۔ مگر جاؤ وقت تنگ ہے۔ اجلاس عدالت شروع ہونا چاہئے۔"

یہ کہہ کر اندرا اسی فراخ کمرہ میں داخل ہوئی۔ جہاں چاروں طرف سیاہ کپڑے لٹکے ہوئے تھے اور پروس کرسٹینا کو بلانے چلا گیا۔

اس کمرہ میں داخل ہو کر جس کی تیاریاں قرون وسطی کی خفیہ عدالتوں کی یاد تازہ کرتی تھیں اندرا پھر اسی تخت پر بیٹھ گئی۔ کمرہ کی حالت میں اس وقت تک کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ تخت پر مہارانی اندرا اس کے دہنی طرف ایک عورت اور اس سے آگے ایک مرد تھا۔ مگر دونو کے چہرے سیاہ نقاب سے ڈھکے ہوئے تھے۔ بائیں جانب دو عورتیں اور ایک مرد تھا۔ اور ان کے چہرے بھی اسی طرح پوشیدہ تھے۔ دیواروں پر سیاہ پردے۔ چھت پر کالے سائبان اور فرش زمین پر وہی سپید چادر تھی۔ جس کا پیشتر ذکر آ چکا ہے۔ اور ایک اندرونی کمرہ میں وہی پراسرار تیز روشنی ابھی تک موجود تھی۔

مہارانی کو تخت پر بیٹھے قریباً پانچ منٹ گذرے تھے کہ کمرہ کے ایک طرف سیاہ چادر میں ایک دروازہ کھلا۔ اور دو آدمی ہندوستانی وضع کا لباس پہنے ڈیوک آف مارچ مونٹ کو ساتھ لئے داخل ہوئے۔ دراصل یہ لوگ ان سفیروں کے ساتھ انگلستان آئے تھے۔ جو چند ہفتے پیشتر مہارانی

• کے والد کے انتقال کی خبر لے کر اس ملک میں وارد ہوئے تھے ۔

ان کا لباس خالص مشرقی وضع کا اور چہروں پر آثار نقاہت نمودار تھے ۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ۔ اور ہاتھ دونو ہندوستانی محافظوں کے ہاتھ میں تھے ۔ اور شاید منظر کی ہیبت کو دوبالا کرنے کے لئے دونو ہندوستانیوں کے چہروں پر بھی سیاہ نقاب تھی ۔ ایک کے دہنے ہاتھ میں تیغہ تھا جسے ان اختیارات کی نشانی سمجھا جا سکتا ہے ۔ جو ان کی ملکہ کو حاصل تھے ۔

اسی حالت میں وہ دونو ڈیوک آف مارچ مونٹ کو مجرموں کی طرح پکڑے اس مقام تک لے گئے ۔ جہاں مہارانی اندرا تخت پر بیٹھی تھی ۔ لیکن مسند سے قریباً چھ گز کے فاصلہ پر ٹھیر کر قیدی کی آنکھوں سے پٹی اتار دی گئی ۔ اس بات کا اندازہ کرنا دشوار نہیں کہ پٹی اترتے ہی ڈیوک کے دل پر اس ہولناک منظر کو دیکھ کر کیا اثر ہوا ۔ کیونکہ وہ اب تک ان تمام پُراسرار تیاریوں سے بے خبر تھا ۔ اس کے ساتھ ہی جب سوچا جائے کہ اس کا ضمیر صدہا جرائم کے بوجھ سے دبا ہوا تھا ۔ تو سمجھا جا سکتا ہے کہ آنکھیں کھلتے ہی دماغ کو کتنا صدمہ ہوا ۔ اور دل کس زور سے دھک دھک کرنے لگا ۔ اُسے بستر علالت سے اُٹھے بہت دن نہ گذرے تھے ۔ اب تک بدن کمزور اور دماغ ان ہولناک واقعات کی یاد سے مضطرب تھا جن کی بدولت اتنا سخت بیمار ہوا ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ موجودہ حالت میں ڈیوک آف مارچ مونٹ اپنے وجود کا محض سایہ نظر آتا تھا ۔ بدن اتنا لاغر ہو چکا تھا ۔ کہ کپڑے غیر معمولی ڈھیلے اور لمبے نظر آتے تھے ۔ چہرہ زرد ۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ۔ اور ان کے گرد نیلاہٹ کے حلقے پیدا ہو چکے تھے ۔ شاید اگر وہ پہلے ہی ایک خوفناک آزمائش کے لئے تیار نہ ہوتا ۔ تو ممکن ہے پٹی اُترتے ہی اس پرخوف منظر کو دیکھ کر پاگل ہو جاتا ۔

اب بھی وہ اس عجیب نظارہ کو دیکھ کر شرابیوں کی طرح لڑکھڑایا ۔ اور شاید گر جاتا ۔ مگر دونو ہندوستانی محافظوں نے جو ساتھ تھے سہارا دے کر بچا لیا ۔ سب سے پہلے اس کی نظر مہارانی اندرا کے چہرہ تک گئی ۔ جو شاہانہ سطوت سے تخت پر بیٹھی تھی ۔ اور ڈیوک پر اس کے حسن تابناک کا اتنا رعب ہوا کہ آنکھ ملانے کی جرأت نہ کر سکا ۔ وہ اسے فرشتہ انتقام کی صورت نظر آئی ۔ جو شاید اس کے گناہوں کا بدلہ لینے کو اس جہان میں آئی تھی ۔ حالت اضطراب میں اس نے دائیں بائیں نظر ڈالی ۔ اس کے ایک پہلو میں دو اور دوسری جانب تین ۔ نقاب پوش آدمی بیٹھے تھے ۔ حیران ہوا یہ کون ہیں ؟ ادھر منہ پھیرا تو ایک کمرہ میں تیز روشنی دکھائی دی ۔ سوچا اس روشنی کے پردہ میں نہ معلوم کونسے راز پوشیدہ ہیں ۔ محافظوں کی طرف دیکھا ۔ ان کے چہرے اب تک نقاب میں

ڈھکے ہوئے تھے۔ اگرچہ اس وقت جب یہ لوگ مہارانی اندرا کا پیغام لے کر قصر بلگریو سکوئر میں گئے تو ان کے چہرے بالکل ننگے تھے۔ اصل یہ ہے کہ مہارانی نے سب تیاریاں ڈیوک کے دل میں انتہائی خوف پیدا کرنے کے لیے کی تھیں۔ اور اس کوشش میں اسے کامیابی بھی خوب ہوئی۔

لیکن بارہا دیکھا گیا ہے کہ جب ایسے شخص کو جس کی نیک نامی۔ دولت۔ رتبہ اور سلامتی خطرہ میں ہو۔ دفعتاً اصلی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ تو اثر یابس دل میں غیر معمولی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ یہی حالت اس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ کی ہوئی۔ ایک لمحہ میں اس کے خیالات بالکل ہی پلٹ گئے۔ اور اس خیال نے فوراً اسے مسلوب کو بحال کر دیا۔ کہ عجب نہیں اس وقت میری دلیری بگڑی ہوئی حالت کو ٹھیک کر دے یا ممکن ہے اس نے خیال کیا ہو۔ کہ اس عدالت کو محض اس لئے ایسے مہیب طریقہ پر آراستہ کیا گیا ہے کہ مجھے ڈرا کر ایسے اقبالی بیانات پر مجبور کیا جائے۔ جن کے بغیر میرے خلاف کوئی خاص کارروائی عمل میں نہیں آسکتی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے سمجھا کسی حلقہ میں میری امداد کی غائبانہ کوشش ہو رہی ہے۔ یعنی میرا بھائی مجھے اس ہولناک انکشاف سے محفوظ رکھنے کے لیے جس سے ہر حصہ عالم میں تہلکہ پیدا ہو جائے گا۔ انتہائی ایثار سے کام لیتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر ان پُراسرار تیاریوں کا مطلب کیا تھا۔ عام حالات میں سب کام سرکاری عدالتوں کے ذمہ چھوڑا جا سکتا تھا۔ ضرور کوئی وجہ ہے جس کے باعث یہ سب اخفا و رازداری عمل میں لائی جا رہی تھی۔

لیکن ڈیوک آف مارچ مونٹ کے خیالات یا امیدیں چاہے کچھ ہوں۔ قابل ذکر امر یہ ہے۔ کہ پٹی کھلتے ہی اس کے انداز میں ایک عجیب تبدیلی ہو گئی۔ یعنی اس نے فوراً دلیرانہ رویہ اختیار کر لیا یا اس نے انتہائی جرات سے کام لینے پر اکسایا۔ اور وہ فہرست الزامات سننے اور ان حالات کو جاننے کے لئے جن میں اس وقت محصور تھا۔ آمادہ ہو گیا۔ مہارانی پہلے ہی ان ذہنی تبدیلیوں کو سمجھتی تھی۔ اور اسی لئے اس نے قیدی کے دل میں ہیبت و خوف پیدا کرنے کی تیاریاں مکمل کر رکھی تھیں۔ اس کے پاس مہم کو مغلوب کرنے کے کئی حربے تیار رکھے۔ جن میں سے ہر ایک دوسرے سے زیادہ موثر اور کارگر تھا۔ اور جن سے آخرکار ڈیوک کا مغلوب ہونا یقینی معلوم ہوتا تھا۔

۱۸۸۳

باب - ۵۴

آغاز

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد اندرا کی دلکش روپہلی آواز صاف ملکی اور واضح سنائی دی۔ اس وقت اس میں حاکمانہ انصاف کی سختی اور سرد مہری تو تھی۔ مگر اس سے نہ اس کی زنانہ حلاوت اور نہ شاہانہ وقار میں فرق آیا۔

ڈیوک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "قیدی حالات نے تم کو ایسی عدالت میں حاضر ہونے پر مجبور کیا ہے۔ جو ہر چند تمہارے ملکی قانون کے مطابق نہیں۔ تاہم ایسے کامل اختیارات رکھتی ہے کہ تم ان پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ اس وقت تمہارے دل میں جو امیدیں اور اندیشے پیدا ہو رہے ہیں میں ان سے بے خبر نہیں ہوں۔ مگر یاد رکھو تمہاری فرضی امیدوں میں سے ایک بھی پوری نہ ہوگی۔ ہم نے سب تیاریاں پورے اہتمام سے مکمل کی ہیں۔ کسی بات کو اتفاقی حالات پر نہیں چھوڑا۔ البتہ تمہارے اندیشے صحیح ہیں۔ کیونکہ تمہارا اپنا ضمیر شاہد ہے۔ کہ تم نے اپنی عمر میں کتنے جرم ایسے کئے ہیں جن کے متعلق تمہارے خلاف عام عدالتوں میں کارروائی ہو سکتی ہے۔ جبر ان سب جرموں کے لئے تمہیں اس عدالت کے سامنے جوابدہی کرنی ہوگی۔ گنہگار آدمی۔ تمہاری سزا کا وقت آ گیا ہے منشا ایزدی یہ ہے کہ اپنی بے شمار سازشوں سے تم نے جو پھندے اوروں کے لئے تیار کئے تھے وہ تمہاری ہی گردن میں ڈالے جائیں۔"

ایک بار ڈیوک آف مارچ مونٹ نے کچھ جواب دینے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر کچھ سوچ کر پہلے ان الزامات کو سننا ہی بہتر سمجھا۔ جو اس پر عائد کئے جا رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ لوگ جو مہارانی کے دائیں بائیں نقاب اوڑھے بیٹھے ہیں۔ سب کے سب ایسے گواہ ہیں۔ جنہیں میرے خلاف پیش کیا جائیگا اور وہ ان کی شہادت سننے کے بغیر کچھ کہنا قبل از وقت سمجھتا تھا۔

"قیدی تمہارے سب جرم عنقریب ایک ایک کر کے تمہارے سامنے پیش کئے جائیں گے" مہارانی اندرا نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "میرا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کا اپنا ضمیر اس کے جرموں کی یاد کو کبھی اس کے ذہن سے محو نہیں ہونے دیتا۔ خیر تمہارے سب جرم ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے ان کے ارتکاب میں حصہ لیا تھا۔ یا جن کے خلاف ان کو عمل میں لایا گیا تھا۔ اس طرح پیش کئے جائیں گے جیسے بگڑے ہوئے دماغ میں خوفناک خیالات روحوں کی قطار کی طرح گذرتے ہیں۔ سب سے اول تمہاری

نیک و پاک بیگم لیوینیا کا معاملہ ہے جس کے خلاف تم نے شرمناک سازش کرکے محض اس لئے جھوٹے الزامات لگائے کہ کسی نہ کسی طرح اس سے علیحدگی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تمہارے گناہوں کی فہرست میں یہ جرم سب سے خفیف ہے۔ حالانکہ عام حالات میں اس کو نہایت شرمناک اور قابل نفرین سمجھا جاسکتا ہے۔ اس سے دوسرے درجہ پر میں تمہاری ان سیاہ کاریوں کا ذکر کرتی ہوں۔ جن کی بدولت تم نے ایک ایسی جوان عورت کو تباہ و برباد کیا جس کا واحد اثاثہ اس کی حرمت و عصمت تھی۔ تم نے دھوکے سے اس کو فتنہ آور دوا پلا کر وہ کمینہ اور ناشائستہ حرکت کی جسے عورت کسی حال میں معاف نہیں کرسکتی۔ یقین نہ ہو۔ تو دیکھو وہ بدنصیب تمہارے سامنے کھڑی ہے۔ تم نے اپنی بیگم کے خلاف جو ناپاک منصوبے باندھے اور خود اس بدنصیب پر جو ظلم و جفا کی وہ ان سب باتوں کا زندہ ثبوت ہے۔" یہ کہتے ہوئے مہارانی نے اس نقاب پوش عورت کی طرف جو اس کے دائیں جانب تخت کے پاس بیٹھی تھی۔ اشارہ کیا۔ اشارہ پاتے ہی اس عورت نے نقاب اٹھا دیا۔ اور ایمی سٹن کا چہرہ نمودار ہوا جس پر انتہائی نفرت اور جوش کے آثار نمودار تھے۔ ڈیوک نے اس کی قہر آلود آنکھوں کو دیکھا تو خوف زدہ ہوکر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ نہ اس لئے کہ اس کے دل میں رنج و افسوس کا احساس ہوا تھا۔ بلکہ محض اس خیال سے کہ یہ حقیر عورت میری ذلت دیکھنے کو سامنے کھڑی ہے!

"تمہارا دوسرا جرم اس سے بھی سنگین ہے۔" مہارانی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "یعنی اپنے شیطانی مقاصد پورا کرنے کے لئے تم نے اوروں کو روپیہ کا لالچ دے کر پھسلایا۔ اور انہیں اپنی قابل نفرت تجویزوں کا ذریعہ کار بنانے کی کوشش کی۔ ایک فضول خرچ محتاج آدمی کو تلاش کرکے تم نے اس لئے ہزاروں کا لالچ دیا۔ کہ وہ مجھ کو ہلاک کرے۔ یہ جرم قانون کی نظروں میں سازش قتل ہے۔ بجائے خود تمہاری سزادہی کے لئے کافی ہے۔ میرے کہنے کا یقین نہ ہو۔ تو دیکھو وہ آدمی جسے تم نے جرم قتل پر بہکایا تھا موجود ہے۔ اور یہ وہی ہے جس نے ایک اور موقعہ پر اس سازش میں حصہ لیا تھا۔ جو تم نے اپنی نیک و پاک بی بی ڈچس لیوینیا کے خلاف سوچی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے اندرا نے اس مرد نقاب پوش کی طرف اشارہ کیا۔ جو تخت کے دائیں جانب ایمی سٹن سے پرے بیٹھا ہوا تھا۔ اشارہ پاتے ہی اس نے چہرہ کو بے نقاب کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ڈیوک کا جگری دوست ولسن سٹینہوپ ہے! اس وقت اس کے اپنے چہرہ پر عجیب طرح کی ہیبت برستی تھی۔ گویا اسکی اپنی سلامتی معرض خطرہ میں تھی۔ شائد اس کو یقین نہ تھا۔ کہ اس ہولناک انکشاف کے بعد بھی سزا سے محفوظ رہیگا۔

"اور اب میں ایک ایسے جرم کا ذکر کرتی ہوں۔ جو ان دونو سے خوفناک ہے۔" مہارانی نے اسی تحکمانہ لہجہ میں کہا۔ "اس کے محرک بھی تمہیں تھے۔ مگر بدقسمتی سے خارجی حالات مانع نہ آسکے۔ اور یہ جرم اس حد تک پورا ہوگیا۔ کہ اس سے ایک اور شخص جس کے خلاف تم کو وجہ شکایت نہ تھی زخمی ہوا۔ یعنی جو وار میرے لئے سوچا گیا تھا۔ اس سے میری خادمہ زخمی ہوگئی۔ یہ واردات تمہارے ہی ایما سے میرے باغ میں ہوئی تھی۔ اور وہ گواہ موجود ہے جس کی زبانی اس گفتگو کی تصدیق ہوگی جو واردات کے بعد تمہارے اور اس عادی مجرم کے درمیان ہوئی جس سے تم نے اس ناپاک کام میں مدد لی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے مہارانی اندرا نے اس عورت کی طرف اشارہ کیا۔ جو اس کے بائیں جانب سب سے اول بیٹھی ہوئی تھی۔ اور جس کی بے نقابی سے ظاہر ہوا۔ کہ مسز آکسنڈن ہے۔ درحقیقت ڈیوک کو کمرۂ عدالت میں آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی شک ہوگیا تھا۔ کہ یہ عورت ضرور مسز آکسنڈن ہوگی۔ مگر جب اس کا شک صورت یقین میں بدلا۔ اور اس کے بعد جب اس نے مسز آکسنڈن کو اپنے خلاف شہادت دینے کے لئے تیار دیکھا۔ تو اس کے دل کو نہایت سخت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ اس وقت اس نے یہ تلخ حقیقت محسوس کی۔ کہ جن کو میں نے اپنا سمجھ کر سب سے زیادہ بے دریغ روپیہ صرف کیا تھا۔ وہی میرے خلاف شہادت دینے کو موجود ہیں۔ ایسا خیال ان لوگوں کے لئے جو تباہی کے دہانہ پر کھڑے ہوں۔ سب سے بڑھ کر باعث اذیت ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اپنی تنخواہ دار داشتہ مسز آکسنڈن اور سٹینہوپ کو اپنا مخالف دیکھ کر ڈیوک کو اتنا سخت صدمہ ہوا۔ جو ایمی سٹن کی شہادت سے نہ ہوا تھا۔

اندرا نے ایک لمحہ تامل کیا۔ پھر بولی "یہ ثبوت اگر ناکافی ہو۔ تو وہ آدمی بھی موجود ہے جو اس سے زیادہ مفصل شہادت دے سکتا ہے۔ اس نے اپنے سب جرموں کا اقبال کرلیا ہے۔ اور اگر ضرورت ہوئی۔ تو علانیہ کہہ دیگا۔ کہ تمہیں نے اس کو روپیہ کا لالچ دے کر اس وار کے لئے آمادہ کیا تھا۔ جو میری بجائے گونہ پر ہوا۔ اس سے بھی زیادہ وہ کہہ دیگا۔ کہ تم حوالات میں اس سے ملنے گئے۔ اور تمہیں نے اس کو وہ چیزیں مہیا کیں جن کی مدد سے اس کو فرار کا موقعہ ملا۔"

یہ سنتے ہی اس مرد نے جو مسز آکسنڈن کے پاس بیٹھا تھا اپنا بھیانک چہرہ بے نقاب کیا اور ساتھ ہی اس کے منہ سے ہلکی غراہٹ بھی سنائی دی۔ ڈیوک اس کو بھی پہچان گیا تھا۔ مگر اس کا گمان تک نہ تھا۔ کہ اس نے اتنے حالات بیان کر دیئے ہوں گے۔ اس واقعہ نے اس کے دل کو

اور بھی سخت صدمہ پہنچایا۔

"میں اب موجودہ گواہوں میں سب سے آخری گواہ پیش کرتی ہوں" مہارانی نے لفظ موجودہ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "اس نے ایک سے زیادہ موقعوں پر تمہاری سازشوں میں حصہ لیا ہے۔ جن کا وہ اپنے منہ سے اقرار کرے گی۔ درحقیقت اسی کی تحریک سے سگونہ نے جو اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے اس جہان سے رخصت ہو چکی ہے۔ مجھ پر ایک سے زیادہ قاتلانہ وار کیئے تھے۔ اس عورت نے بھی جو موجودہ پانچ گواہوں میں سے باقی رہ گئی ہے۔ اوروں کی طرح سب حال بیان کر دیا ہے۔ اور اس کی زبانی بعض ایسے حالات معلوم ہوئے ہیں جو شاید اوروں کی زبانی معلوم نہ ہو سکتے۔ یاد ہوگا۔ ایک رات تم اس شخص سے" یہ کہتے ہوئے مہارانی نے برکر کی طرف اشارہ کیا "برکسٹن ل کے پاس ایک گلی میں ملے تھے۔ کسی بات پر تمہارا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ جو کچھ تم دینا چاہتے تھے وہ اس سے زیادہ طلب کرتا تھا۔ بالآخر جب تم نے روپیہ دینے کو ہنڈی نکالا۔ تو اس نے سارے پر قبضہ کرنے کے لئے تمہیں گھوڑے سے گرا دیا۔ اس کے بعد اگر تمہارا حافظہ مدد دے سکتا ہے۔ تو یہ بھی یاد ہوگا۔ کہ اسی بیہوشی میں تم کو ایک قریبی بنگلہ پر لے گئے۔ یہ سب باتیں یقیناً تمہیں یاد ہونگی اگرچہ یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ اس بیہوشی میں کچھ الفاظ بے اختیار تمہارے منہ سے نکل گئے تھے۔ جنہیں میڈم اینجلیک نے جو تمہاری تیمارداری کرتی تھی۔ سن لیا۔ وہ الفاظ بڑے خوفناک تھے۔ اور ان سے ایک ہیبت خیز جرم کا حال ظاہر ہوا۔ اگر تم کو میرے بیان پر شک ہے۔ تو یہ عورت اس کی تصدیق کرے گی" یہ کہتے ہوئے مہارانی نے بائیں ہاتھ والی تیسری عورت کو اشارہ کیا جس نے فوراً نقاب اٹھا دی۔ مگر ڈیوک کو پہلے ہی سے شبہ ہو چکا تھا۔ کہ یہ عورت کون ہے۔ اس نے میڈم اینجلیک کی صورت دیکھ کر تعجب سے زیادہ صدمہ ہوا۔ کیونکہ مہارانی کے بیان سے ایک ایسے جرم کے انکشاف کو اشارہ ہو چکا تھا۔ جو اس کے جرائم میں سب سے خوفناک اور بھیانک تھا۔ اور جس کی نسبت اسے امید نہ تھی۔ کہ اس بارہ میں کبھی کوئی ثبوت پیش کیا جا سکیگا۔ اس واقعہ نے اس کی ہمت کو مغلوب کر دیا۔ اور اس کی بہادری اور دلیری خاک میں مل گئی۔ جو تھوڑی بہت امید باقی رہ گئی تھی۔ وہ بھی غائب ہو گئی۔ جیسے کہ معلوم ہوتا تھا۔ اب مہارانی کے سامنے دوزانو ہو کر التجائے رحم پر مجبور ہوگا۔

لیکن دفعتاً خیالات میں عجیب انقلاب پیدا ہوا۔ اور اس کی دلیری برق کی تیزی رفتار سے تازہ ہو گئی۔ ... کہ میں ایک خوفناک ... کے دہانہ پر کھڑا ہوں۔ میرے پاؤں میں

ایسی سرنگ دبی ہوئی ہے جس کا دھماکا نہیں معلوم کب مجھے خاک میں ملا دے گا۔ ہزار صورتیں تباہی کی اور صرف ایک بچاؤ کی نظر آتی تھی۔ مگر وہ اس ایک کو بھی آسانی سے چھوڑنا چاہتا نہ تھا۔ ہر جد و جہد میں انسان مشکل سے ہار ماننے کو تیار ہوتا ہے۔

"مہارانی اندرا آب اس نے بار اول مہر سکوت توڑ کر اپنے لہجہ میں قصداً تھوڑا طنز داخل کرتے ہوئے کہا "آپ نے میرے خلاف جو گواہ پیش کئے ہیں۔ ان کی نسبت میں کچھ نہیں کہتا۔ آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس نام نہاد عدالت میں وہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ دائیں طرف والوں میں سے ایک مسلمہ مسرف اور اوباش ہے۔ جس کے رشتہ دار مدت ہوئی اس سے ترک تعلق کر چکے ہیں۔ سوسائٹی میں کوئی شخص اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ اور اس کی پستی اخلاق کا یہ عالم ہے۔ کہ خود آپ کے بیان کے مطابق۔ روپیہ کی خاطر ایمان فروشی سے باز نہیں۔ ایسے آدمی کو ورغلا کر کسی کے خلاف شہادت دلوانا کونسا مشکل کام ہے؟ آپ مالدار ہیں۔ ہندوستان کی بے شمار دولت کا بڑا حصہ آپکے قبضہ میں ہے۔ عین ممکن ہے آپ نے اس محتاج شخص کو روپیہ کا لالچ دے کر جھوٹی شہادت پر آمادہ کر لیا ہو۔ ایسے آدمیوں سے کوئی حرکت بعید نہیں۔"

"ڈیوک آف مارچ مونٹ" دلسن سٹینہوپ نے بدقت جوش ضبط کر کے کہا "میں نے اپنی عمر میں ہزاروں گناہ کئے اور لاکھوں جھوٹ بولے ہوں گے۔ لیکن آپ کی نسبت جو کچھ کہا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اور میں اس کا حلف لینے کو تیار ہوں۔"

لیکن اندرا نے اس کو ہاتھ کے اشارہ سے روک دیا اور کہا "ٹھیرو۔ قیدی جو کچھ اپنی صفائی میں بیان کرتا ہے۔ کرنے دو۔"

دوسرا گواہ" ڈیوک نے تقریر جاری رکھ کر کہا "ایک مسلمہ بدکار اور خود اپنے بیان کے مطابق عصمت باختہ عورت ہے۔ ایسی زن فاحشہ کو ایسی ہی عدالت میں بطور گواہ پیش کیا جا سکتا تھا کیونکہ عام حالات میں تو مہذب سوسائٹی اس کو اپنے حلقہ میں شامل کرنا ہی پسند نہیں کر سکتی۔ ایسی بدکردار عورت کے لئے عین ممکن ہے کہ اس مرد کے خلاف جس کی محبت اس نے اپنی مرضی سے قبول کی تھی۔ یہ کہنے کی جرأت کرے کہ میں ہر طرح نیک و پاک تھی۔ مگر اس نے میری نیکی کو غارت کیا۔ کیا عجب اس ناراضگی کا باعث محض یہ ہو کہ میں نے اس کی ضرورتوں کے لئے کافی روپیہ ادا نہ کیا۔ یا میں نے اسے داشتہ بنا کر عمدہ مکان میں نہ رکھا۔ اس کے لئے اپنے اور نیز انتقام کی خاطر ہر قسم کے جھوٹے الزامات لگانا سراسر ممکن ہے۔"

"پاجی بدسیاہ کار!" ایمی سٹن نے جس کا چہرہ فرطِ غضب سے بگڑا ہوا رخسار سرخ اور آنکھوں سے چنگاریاں جھڑتی تھیں چیخ کر کہا۔ "تم اس کذب وافترا کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہو۔ وہ وقت یقیناً تمہیں بھولا نہ ہوگا۔ جب میں نے تمہاری چاپلوسی کو نفرت اور حقارت سے نامنظور کیا تھا مگر اس کے بعد تم نے ادنیٰ شیطانی ذریعوں سے کام لے کر مجھکو برباد کیا۔۔ لیکن شکر ہے تمہاری ذلت وخواری کا وقت آگیا۔ شکر ہے میں ان آنکھوں سے تم کو رسوا ہوتے دیکھنے کے لئے زندہ ہوں۔"

"اچھا آگے کہو" مہارانی نے قیدی کو سرد و تحکمانہ لہجہ میں مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کے بائیں جانب" مارچ مونٹ نے مسز آکسنڈن کی طرف اشارہ کرکے کہا "میں ایک ایسی عورت کو بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں جس کا پیشہ ہی عصمت فروشی ہے۔ آپ ہی کہئے کہ اگر اس معاملہ کو باقاعدہ عدالت انصاف میں پیش کیا جائے۔ تو اس کا بیان جیوری کے نزدیک کیا اہمیت رکھ سکتا ہے؟ آپ اس کے سابقہ حالات معلوم کریں جس طرح آپ نے اس کا چہرہ بے نقاب کیا ہے۔ اسی طرح اس کے عہد ماضی کو بھی بے نقاب کریں۔ اور پھر کہیں کیا اس ناپاک منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی قابل یقین سمجھا جا سکتا ہے؟"

مسز آکسنڈن ہرچند بےحیا سخت عورت تھی۔ مگر ڈیوک کے الفاظ سن کر وہ بھی اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکی۔ ایمی سٹن کی طرح ڈیوک کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی "حضرت گالیاں دینا سہل ہے۔ مگر سخت گوئی کو استدلال نہیں سمجھا جاتا۔ آپ کے خلاف زبردست شہادتیں جمع ہو چکی ہیں۔ اب کسی ڈوبنے والے کی طرح تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہو۔ مگر وہ بھی نہیں ملتا۔"

"رہ گیا وہ بدمعاش جو اس سے دوسرے درجہ پر بیٹھا ہے" ڈیوک نے برکر کی طرف دیکھ کر کہا "جیل کا دروازہ ہر وقت اس کے لئے کھلا ہے۔ ایسے آدمی کو گواہ کی حیثیت میں پیش کرنا ارکین جیوری کی ہتک ہے۔"

"مگر بندہ نواز یہ سب آپ ہی کی عزت افزائی کا تو نتیجہ ہے۔" برکر نے غرا کر کہا۔ "تم لوگ جو امیر ہو اگر برائیاں کرنا چھوڑ دو۔ تو غریب کیوں گنہگار ہوں۔ مگر آپ کا زمانہ چلا گیا۔ اب جوش دکھانے اور ان لوگوں کو کوسنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جنہیں آپ ہی نے اپنی برائیوں کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔"

ڈیوک آف مارچ مونٹ نے دکھا دینے کے لئے نفرت اور حقارت سے منہ پھیر لیا۔ اور کہا "گواہوں میں سے اب فقط میڈم اینجلیک باقی ہے۔ اور شیطنت کے اس عناصر اربعہ کی

تکمیل کے لئے اس کی ضرورت بھی تھی۔ اس سیاہ کار عورت نے اپنی عمر میں نہ معلوم کتنی پاک ہستیوں کو گناہ و معصیت کی راہ میں ڈالا۔ اور کیسے شرمناک طریقوں پر دولت جمع کی ہے۔ مختصر یہ کہ اس کی زندگی گناہ اور بدکاری کا مجموعہ ہے۔ ایسی ذلیل عورت کو ایک خاندانی امیر کے خلاف بطور گواہ پیش کرنا اُف شرم ہے شرم ہے۔ اگر آپ اس کو کسی عدالت میں پیش کریں تو کوئی جج اس کا بیان سننا گوارا نہ کرے گا۔ کوئی جیوری اس کے الفاظ کو اہمیت نہ دے گی۔"

"سرکار میں لاکھ بری سہی۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "مگر میرے سب سے بڑے محسن اور کرمفرما تو آپ ہی تھے۔"

ڈیوک نے اس طرح منہ پھیر لیا۔ گویا میڈم اینجلیک سے گفتگو کرنا بھی کسر شان سمجھتا تھا۔ اس کے بعد اندرا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "جو کچھ میں نے آپ کے گواہوں کی نسبت عرض کیا ہے۔ اس کی اہمیت کو آپ بھی تسلیم کریں گی۔ میں نہیں جانتا میرے خلاف یہ پُراسرار تیاریاں کس لئے کی گئی ہیں۔ بہر حال جس مدعا کے لئے یہ مہیب منظر تیار کئے گئے تھے۔ وہ ان ذریعوں سے حاصل نہ ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ میری زندگی خوش وقتی اور خوش عیشی میں بسر ہوئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ کسی کو میری آزاد منشی اور رنگین مزاجی ناپسند ہو۔ مگر یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کا تعلق میری اپنی ذات سے ہے۔ آپ کو یا کسی اور کو اس پر اعتراض کا حق حاصل نہیں۔ اگر میں نے مسز آکنڈن سے تعلقات پیدا کیے۔ یا ایلی سٹن نے روپیہ کی خاطر میرے آغوش محبت میں آنا منظور کیا۔ یا میں حصول راحت کے لئے میڈم اینجلیک کے مکان پر جاتا رہا۔ تو اس سے کسی کا کیا بگڑا؟ علاوہ بریں یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں آپ اتنا ڈھونگ رچانے کے بغیر بھی منوا سکتی تھیں۔ اسی طرح یہ بھی واقعہ ہے۔ کہ میں نے مس مارآشین سٹینہوپ کی بارہا امداد کی۔ اور اس سیاہ کار بدمعاش کو جو آپ کے دائیں طرف اس دربار کی زینت بنا بیٹھا ہے بے حساب روپیہ دیا۔ میں ان باتوں کو اپنے منہ سے تسلیم کرتا ہوں۔ مگر یہ کہنا کہ میں نے کسی کو لالچ دے کر جرم پر اکسایا یا نیکی کی راہ سے ورغلایا۔ یہ محض افترا اور بہتان ہے۔ خیال فرمائیے کیا کوئی بلند مرتبہ امیر ایسی ادنےٰ حرکات پر آمادہ ہو سکتا ہے؟ اور اس سلسلہ میں میں آپ کی توجہ ایک اہم فرو گذاشت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آپ نے مجھ کو حقارت آمیز طریقہ پر مخاطب کیا ہے۔ مگر میں شروع سے آخر تک آپ کا ادب و احترام کرتا رہا ہوں۔ اب بھی میں آپ کو اخلاق کی تعلیم دینا نہیں چاہتا۔ بہرحال یاد رکھیے کہ ایک آزاد

انگریز کے خلاف خواہ وہ کتنا ہی غریب ہو ایسی کارروائی جو آپ نے کی ہے خطرے سے خالی نہیں ہو سکتی۔ اور عجیب دیکھا جائے کہ میں کون ہوں۔ امرائے برطانیہ میں میری کیا حیثیت ہے میں اپنے ملک کی عام عدالتوں کے سامنے جواب دہ نہیں۔ بلکہ میرے خلاف کوئی شکایت ہو تو اس کی سماعت میرے ہم رتبہ امیر ہی کر سکتے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے بے وجہ مجھ سے اس طرح کا ذلت آمیز سلوک کرنے میں ایک ایسی جرأت کی ہے جس کے لئے آپ کو بہت جلد پشیمان اور متاسف ہونا پڑے گا۔ بس میں کہتا ہوں۔ میری آزادی بحال کیجئے۔ ان سیاہ فام آدمیوں کو" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے ہندوستانی محافظوں کی طرف دیکھا جو آپ کے حکم سے میرے ساتھ لگے ہوئے ہیں ہٹا دیجئے۔ اور ۔۔۔ اور بس اپنی راہ لیجئے"

جیسا ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ نے اس تقریر کے دوران میں انتہائی استقلال برقرار رکھنے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہ جرأت اور دلیری محض سطحی اور ظاہری تھی۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے اس کا دل ان بے شمار گناہوں اور جرموں کی یاد سے جو اس نے مختلف وقتوں میں کئے تھے سخت پریشان تھا۔ حالت یاس زبردست سہارا دے رہی تھی۔ مگر اس خارجی سکون کی تہ میں اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ کہ نہیں معلوم آگے دیکھئے کیا ہوگا۔

مہارانی نے اس لمبی تقریر کو اس طرح پوری توجہ سے سنا جیسے کوئی ایماندار جج ملزم کے بیان کو سنا کرتا ہے۔ اس کی نگاہ یا انداز سے بالکل معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ ان الفاظ کا اس پر کیا اثر ہوا ہے۔ کیا اس بیان سے پیش کردہ شہادتوں کی اہمیت گھٹ گئی یا بدستور قائم ہے۔ ڈیوک نے فکر و تشویش کی حالت میں اس کے چہرہ سے دل کی حالت معلوم کرنے کی بہت کوشش کی مگر جتنا مہارانی کے چہرہ کی طرف دیکھتا اتنا ہی اس کا خوف و ہراس ترقی کر رہا تھا۔ علاوہ ازیں اس کمرہ کا دروازہ جس میں پراسرار تیز روشنی نظر آتی تھی۔ اب تک کھلا ہوا تھا۔ اور ڈیوک کی گنہگار روح اس حقیقت کو نظر انداز نہ کر سکتی تھی۔ کہ جو کارروائی میرے خلاف عمل میں آرہی ہے۔ اس سے اس کمرہ کی روشنی کا ضرور کچھ تعلق ہے۔ اگرچہ سردست یہ معلوم کرنا سخت دشوار تھا کہ وہ تعلق کیا ہے۔

"قیدی ہم نے تمہارا بیان پوری توجہ سے سنا۔" مہارانی نے پرسکون لہجہ میں کہا "یہ وقت اس پر نکتہ چینی کرنے کا نہیں ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

وہ انداز وقار سے نیچے اتری۔ اور آہستگی سے چلتی اس نیم باز دروازہ کی طرف گئی جس

میں تیز روشنی جل رہی تھی ۔ ڈیوک اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا ۔ مگر دو نو ہندوستانی محافظ اپنی جگہ پر کھڑے رہے ۔ اور وہ پانچوں گواہ بھی جنہیں استغاثہ کی طرف سے پیش کیا گیا تھا ۔ مسند پر بیٹھے ہوئے چپ چاپ دیکھا کئے ۔ مہارانی سیدھی اس کمرہ کی طرف گئی جس کی تیز اور پر اسرار روشنی کا ذکر پیشتر کیا گیا ہے ۔ اور ڈیوک آف مارچ مونٹ بھی اس کے پیچھے پیچھے وہیں پہنچا ۔ مگر ایک قدم اندر رکھتے ہی حیرت وخوف سے تصویر بن کر کھڑا ہو گیا !

کمرہ بہت چھوٹا تھا ۔ مگر سیاہ کپڑے اس میں بھی لٹک رہے تھے ۔ وسط میں ایک جاپانی پرسگونہ کی لاش تھی ۔ جسم کی تازگی اور چہرہ کے سکون سے ظاہر ہوتا تھا کہ سو رہی ہے ۔ کمرہ میں ایک عجیب قسم کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی ۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ لاش کو تازہ رکھنے کے لئے خوشبو دار دواؤں سے مدد لی گئی ہے ۔ بدنصیب خادمہ کے خوشنما سیاہ بال سپید ٹوپی میں بند اور دلآرے بازو دونو پہلوؤں میں اس طرح رکھے ہوئے تھے کہ اکڑی ہوئی لاش کا گمان نہ ہوتا تھا ۔ وہ طلائی کنگن جو زندگی میں ان نقرئی بازوؤں کی زینت تھے ۔ بعد مرگ بھی ان سے جدا نہ ہوئے اپنی موجودہ حالت میں سگونہ ویسی ہی خوبصورت نظر آتی تھی ۔ جیسی زندگی میں ہوا کرتی تھی ۔ معلوم ہوتا تھا نفس زندگی ابھی اس کے بدن سے رخصت ہوا ہے ۔ فی الحقیقت اس کے پرسکون چہرہ حسن تازہ اور لاش کی عام حالت سے معلوم ہی نہ ہوتا تھا ۔ کہ مرچکی ہے ۔ یہی نظر آتا تھا ۔ کہ شدید بیماری کے بعد اطمینان سے سو رہی ہے ۔ صرف کمزوری نے اس کے رنگ ملیح پر ہلکی زردی نمایاں کر دی ہے ۔

چار لمبی موم بتیاں جیسی بالعموم رومن کیتھولک گرجوں میں جلائی جاتی ہیں ۔ لاش کے چاروں طرف روشن تھیں ۔ اور انہی کی تیز روشنی نیم باز دروازہ کی راہ سے باہر جاتی تھی ۔ سگونہ کی لاش پر تیز روشنی کا عکس ہیبت ناک اثر پیدا کرتا تھا ۔ کیونکہ اس کی بدولت اس کا جسم مردہ جاندار نظر آتا تھا ۔ اور روشنی کی حرکت مردہ خط وخال میں جنبش کا گمان پیدا کرتی تھی ۔

ڈیوک نے جس وقت مسند عدالت کے پاس کھڑے ہو کر اس کمرہ کو بار اول دیکھا ۔ تو اس تیز روشنی کی نسبت اس کے دل میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہوئے تھے ۔ مگر اس کا وہم وگمان تک نہ تھا ۔ کہ اس کے اندر یہ پرخوف نظارہ دیکھا جائے گا ۔ یہی وجہ تھی کہ ایک قدم اندر رکھتے ہی حیرت وخوف کی تصویر بن کر کھڑا رہ گیا ۔ کیونکہ اب معلوم ہوا ۔ زندہ شخصوں کے علاوہ ایک بے جان لاش سے بھی اس کے خلاف کسی طرح کی شہادت دلائی جائے گی ۔

مہارانی اندرا قریباً ایک لمحہ چپ چاپ کھڑی رہی۔ بظاہر ڈیوک پر اس منظر کا پورا اثر پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اس کے بعد تحکمانہ لہجہ میں بولی: "رک کیوں گئے۔ اندر آؤ۔" ڈیوک نے بے خبری میں اس حکم کی تعمیل کی۔ اور مہارانی نے اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ اب گویا اس کمرہ میں سگونہ کی لاش کے سوا ڈیوک اور مہارانی اندرا ہی دو موجود تھے۔

"ڈیوک آف مانچ مونٹ" مہارانی نے تیز آواز سے کہا "جو عادات بدنصیب سگونہ کی موت کا باعث ہوئے۔ تم ان سے بے تعلق نہیں ہو۔ میں جانتی ہوں کہ جب تم نے اس نرالی عیاری کو اسے بہکانے کا فرض سپرد کیا۔ تو سگونہ کے دل میں پہلے ہی فاسد خیالات پیدا ہو چکے تھے۔ پھر بھی یہ امر واقعہ ہے کہ اگر تمہاری تحریک شامل حال نہ ہوتی۔ یعنی اگر اس بدنصیب کو بہکایا اور ورغلایا نہ جاتا۔ تو وہ آج زندہ ہوتی۔ مگر تم نے بقدم بقدم آہستہ مگر یقینی طور پر اس منزل تک پہنچایا۔ جہاں اس کا انجام موت ہوا۔ یہ سزا تھی جو قدرت نے اس کو گناہوں کے عوض دی۔ جس ذریعہ سے وہ تمہارے ایما اور میڈم انجلیک کی تحریک پر میری جان لینا چاہتی تھی۔ اسی سے اس کی جان ضائع ہوئی۔ اس کی موت بڑی خوفناک تھی۔ مگر مجھ کو یہ کہنے میں تامل نہیں۔ کہ سگونہ بالواسطہ تمہارے ہاتھوں ہلاک ہوئی ہے۔ آہ! اگر تم نے اپنی عمر میں اس کے سوا کوئی برائی نہ کی ہوتی۔ تو یہی جرم تمہاری پشیمانی کے لئے کافی تھا۔ مگر تمہارے گناہ بے حساب ہیں۔ اس تودہ خاک کی طرف دیکھو۔ یہ اس بدنصیب کی لاش ہے جس نے ان جذبات سے دیوانہ ہو کر جن کی کیفیت محتاج توضیح نہیں۔ تمہارے بھائی کو جیلخانہ کی اس تیرہ و تار کوٹھری میں پہنچایا۔ جہاں وہ اس وقت مقیم ہے۔۔۔"

"آہ! میرا بھائی!" ڈیوک آف مانچ مونٹ نے جس کے دل پر ان لفظوں نے گہرا اثر کیا تھا۔ لڑکھڑا کر کہا۔

"تمہارا حقیقی بھائی۔" مہارانی اندرا نے اس کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "شاید تم سمجھتے تھے کہ میرے جرموں کی فہرست اس بیان پر ختم ہو گئی۔ جو پانچ گواہوں نے دوسرے کمرہ میں دیا تھا۔ وہ جرائم بذاتہ سنگین ہیں۔ مگر ان خوفناک جرموں کے مقابلہ میں کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔ جن کا اظہار ابھی ہوتا ہے۔ نادان کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان سارے واقعات میں جو تمہاری گناہ آلود زندگی کو اس خوفناک منزل کی طرف لائے۔ یہ ماستھا کا اپنا ہاتھ کام کر رہا تھا؟ سوئے اتفاق سے تم ایک ایسے آدمی کے ہاتھ سے بیہوش ہوئے۔ جو تمہارے جرموں کا شریک تھا۔ اور اس بیہوشی میں تمہارے منہ سے جس خوفناک راز کا انکشاف ہوا۔ یعنی اس راز کا جو

۱۸۹۳

بیس سال تک تمہارے قفسِ سینہ میں محفوظ رہا تھا۔ اس کو کس نے سنا؟ ہاں ہاں وہ ایک عورت نے جو تمہاری سیاہ کاریوں کا ذریعہ تھی ۔۔۔"

مارچ مونٹ کا خوف و ہراس اب حدِ انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ بدن میں رعشہ، اعضا میں خم اور پیچ و تاب سے زخمی سانپ کی حالت پیشِ نظر ہوتی تھی۔

"مگر اس فرانسیسی عیارہ کی شہادت کے بغیر بھی تمہارے جرموں کا ثبوت مکمل ہو چکا تھا۔" اندرا نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "میرے بیان پر شک نہ کرو۔ کیونکہ ایک ایک کر کے سارے ثبوت پیش کئے جائیں گے ۔۔۔ میرے ساتھ آؤ۔"

اس نے چند قدم چل کر کمرہ کے اس سرے پر جو مسند کے سامنے تھا، سیاہ پردوں کو ہٹایا اور دروازہ سے گذر کر تھوڑی دور اور چلی۔ ڈیوک چپ چاپ اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ اس وقت اس کی ذہنی حالت ناقابلِ بیان تھی۔ اگر فانی انسان نے کبھی دنیا میں رہتے ہوئے دوزخ کا عذاب برداشت کیا ہے یعنی اگر آدمی کے لئے اس دنیا میں ایسی تکلیفوں سے گذرنا ممکن ہے۔ جو اسے عاقبت کی اذیتوں کے لئے تیار کر سکیں۔ تو یہ حالتیں بدنصیب ڈیوک کو پیش آئیں۔ شدتِ خوف سے قوا مسلوب ہو چکے تھے۔ اور وہ بے خبری میں مہارانی کے ہر ایک حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ اس کی موجودہ بے بسی کا کچھ اندازہ اس بیان سے ہو سکتا ہے کہ مہارانی کسی فوق الفطرت ہستی کی طرح آگے چلتی ہوئی تیز آگ کی بھٹی میں داخل ہو جاتی۔ تو ڈیوک کو اس کے پیچھے وہاں جانے میں بھی تامل نہ ہوتا!

ذرا آگے چل کر اندرا نے ایک دروازہ کھولا اور ڈیوک اس کے قدم بقدم اندر داخل ہوا اس کے دماغ میں اس جگہ کی محض دھندلی سی یاد باقی تھی۔ کیونکہ جیسا بیان کیا گیا ہے۔ اس کے خیالات الجھے ہوئے تھے۔ دیوانگی کی حالت تو پیدا نہ ہوئی تھی۔ مگر پریشانی اور دہشت اتنی بڑھ چکی تھی کہ کسی معاملہ کی نسبت صحیح رائے قائم کرنا غیر ممکن تھا۔

اس کمرہ میں ڈیوک کا معتمدِ خاص مسٹر آربیچ بیٹھا تھا۔ میز پر شمع روشن تھی۔ جس کی روشنی میں نو کے باپ کا چہرہ انتہا درجے زرد نظر آتا تھا۔ مگر انداز کی سختی اور ظاہری استقلال سے پایا جاتا تھا کہ وہ اپنے فرض کو اچھی طرح سمجھتا، اور اس کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہے۔ اندرا کو دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور جھک کر سلام کیا۔ پھر ڈیوک آف مارچ مونٹ کی طرف اس طرح دیکھا۔ گویا اپنے دل سے کہہ رہا ہے۔ تمہارا زمانہ اب بس ہو چکا!

اندرا نے داخل ہوتے ہی دروازہ پھیر دیا۔ اور کھڑے کھڑے آربیچ سے کہنے لگی "تمہارا

اصلی نام آرمینچ نہیں ٹریورس ہے۔ بتاؤ کیا تم کو اس سے انکار ہے؟"

"میں پہلے ہی حضور سے اس کا اقرار کر چکا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ اور اس کے لہجہ اور انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ مہارانی کو ادب و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے۔

ڈیوک آف مارچ مونٹ نے سنبھلنے کی آخری کوشش کرتے ہوئے ٹریورس کی طرف التجائی نظروں سے دیکھا۔ مگر اب اس نگاہ کا اثر زائل ہو چکا تھا۔

"کیا یہ ٹھیک ہے"۔ مہارانی نے بدستور ٹریورس کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "کہ تم کسی زمانہ میں اس آدمی کے نوکر تھے۔ اور جس وقت سابق ڈیوک کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ تو قصر اوک لینڈس میں چھپے ہوئے تھے؟"

"جی ہاں۔ یہ بالکل صحیح ہے" ٹریورس نے جواب دیا۔ اور ان الفاظ کو سن کر بدنصیب مارچ مونٹ کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔

"تمہیں وہ رات یاد ہے۔ جب ڈیوک آف مارچ مونٹ کو قتل کیا گیا تھا؟" اندرا نے سوالات جاری رکھ کر پوچھا۔ "اور کیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ مقتول ڈیوک کے وفادار کتے پلوٹو نے اپنے مالک کو بچانے یا اس کا بدلہ لینے کو قاتل کے کوٹ کی دھجی دانتوں سے پھاڑی تھی؟"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے۔" ٹریورس نے تسلیم کیا۔

"بس! بس!" مارچ مونٹ نے انداز وحشت سے کہا۔ اور اس کی آنکھیں خوف و اضطراب سے جگمگا گئیں۔ "خدا کے لئے اس خوفناک رات کی یاد تازہ نہ کرو... عورت! عورت تو کون ہے جو دبے ہوئے گناہوں کا انتقام لینے کو نمودار ہوئی ہے؟"

"میں پرماتما کی ادنے مخلوق صرف نیکی کو بدی پر فائق کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔" مہارانی نے جواب دیا۔ "مگر ٹریورس میرے اس سوال کا جواب دو۔ اور دیکھو اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہو۔ وہ دھجی جو وفادار پلوٹو نے اس وقت پھاڑی کس کے کوٹ کی تھی؟"

"آپ کے" ٹریورس نے مارچ مونٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بدنصیب مجرم کے منہ سے خوفناک چیخ نکلی۔ سر میں چکر آ گیا۔ اور نظر دھندلی ہو گئی اس وقت وہ یقیناً گر جاتا۔ لیکن مہارانی نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ابھی اس ناٹک کا آخری سین باقی ہے۔ آؤ۔"

اس نے ایک اور کمرہ کا دروازہ کھولا۔ اور مارچ مونٹ بدحواسی کے عالم میں اس کے

اندر داخل ہوا۔ کمرہ کا سامان بدستور تھا۔ مگر اس میں موم بتیاں روشن تھیں۔ مہارانی کو دیکھتے ہی کرسچن اور کرسٹینا جو پاس بیٹھے تھے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ فکر و تشویش کے باعث ان کے چہروں کی رنگت زرد تھی۔ کیونکہ وہ اس تمام پراسرار کارروائی کی حقیقت سے اب تک بے خبر تھے ڈیوک نے ان کی طرف دیکھنے کی پرواہیں کی۔ کیونکہ حواس بھی معطل ہو چکے تھے۔ اور حالت اس شخص کی طرح تھی۔ جو حالت خواب میں چل رہا ہو۔

مہارانی نے کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور جھٹ ایک چیز جو طاقچہ میں رکھی ہوئی تھی۔ اٹھالی شمع کی روشنی میں وہ چیز بجلی کی طرح چمکی۔ ڈیوک نے دیکھا تو خنجر تھا۔ اس کے منہ سے بڑے زور سے چیخ نکلی۔ اور وہ گھبرا کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ یہ وہی خنجر تھا جس کا ذکر اس داستان میں کئی بار آچکا ہے۔

"دیکھو" اندرا نے خنجر والے ہاتھ کو دیو انتقام کی طرح اونچا اٹھاتے ہوئے پُرجوش لفظوں میں کہا یہی وہ خنجر ہے جس کی مدد سے تم نے اپنے چچا کو ہلاک کیا تھا" اور پھر بائیں ہاتھ سے کرسچن اور کرسٹینا کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی یہ بچے اس بدنصیب مقتول کی یادگار ہیں۔ تم نے ان کے باپ کو قتل کر کے اس کی جائداد غصب کی۔ اور آج تک اس پر ناجائز قبضہ رکھا۔ حقیقت میں یہ نوجوان جائز ڈیوک آف مارچ مونٹ ہے!"

یہ سن کر ڈیوک آف مارچ مونٹ دو قدم آگے بڑھا۔ دیوانہ وار دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اور بے اختیار منہ سے نکلا "الٰہی یہ تیرا انتقام ہے!" اس کے بعد وہیں فرش زمین پر گر پڑا۔

کرسچن اور کرسٹینا تصویر حیرت بنے ایک دوسرے سے لگ کر اس بدنصیب کی طرف دیکھ رہے تھے۔

باب ۱۴۶

انجام

پانچوں گواہ اب تک مسند پر بیٹھے ہوئے۔ اور دو ہندوستانی محافظ جو ڈیوک کو اپنی حراست میں لائے تھے چپ چاپ اور بے حرکت ان کے سامنے کھڑے تھے۔ ان کی موجودگی ثابت کرتی تھی۔ کہ گواہوں میں سے کوئی اگر فرار کی کوشش کرے۔ تو یہ اسے روکنے کو حاضر ہیں۔

پانچوں کے دلوں میں عجیب طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن اس حالت اضطراب سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ بھی نظر نہ آتا تھا جس کمرہ میں بدنصیب سگونہ کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس کا دروازہ تھوڑی دیر پیشتر بند ہو چکا تھا۔ اس لئے کمرہ عدالت میں ہر طرف دھندلی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ جس سے گواہوں کے دل سہمے جاتے تھے۔

قریباً ایک گھنٹہ بعد مہارانی اس کمرہ میں واپس آئی۔ تو بالکل تنہا تھی۔ یعنی ڈیوک آف مارچ مونٹ اب اس کے ساتھ نہ تھا۔ اندرا کا چہرہ زرد غائت درجہ زرد تھا۔ کیونکہ واقعات حال نے اس کے دل پر بھی گہرا اثر پیدا کیا تھا۔ اور گو اپنی تجویزوں کی کامیابی پر گونہ اطمینان تھا تاہم اس مطلب کے لئے جو تدبیریں اختیار کرنی پڑیں۔ ان کے باعث رنج و پریشانی بھی بہت تھی بڑی آہستگی سے چلتی وہ دوبارہ تخت پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس عرصہ میں ہر شخص فکر و تشویش کے ساتھ اس کے احکام کا منتظر تھا۔ آخر کار مہارانی نے سنجیدگی سے کہا۔

جس مقصد کے لئے اجلاس عدالت ہوا تھا وہ پورا ہوگیا۔ ایشور کی مہربانی سے مجھے اپنی کوشش میں حیرت خیز کامیابی ہوئی ہے۔ حاضرین آگاہ ہیں کہ برٹرام ووین جو لندن کے ایک جیل خانہ میں زیر حراست ہے۔ اس خوفناک جرم قتل سے جو اس پر عائد کیا جاتا تھا۔ پاک ہے سالہا سال یہ جرم اس سے منسوب ہوتا رہا۔ کہ اس نے اپنے چچا کو ہلاک کیا تھا۔ مگر آج ثابت ہوگیا کہ سابق ڈیوک آف مارچ مونٹ کا قاتل وہ نہیں بلکہ ایک اور آدمی تھا جس نے عرصہ دراز تک ڈیوک کے لقب و جائداد پر ناجائز تصرف رکھا۔

میڈم ایجلیک اس حقیقت سے پیشتر آگاہ ہ۔ اور ولسن سٹینہوپ کے دل میں مدت سے اس کا شبہ پیدا ہو چکا تھا۔ مگر اس وقت اس اعلان کو سن کر مسز آکنڈن ایلسٹن اور ہرکر کو بھی بہت کم تعجب ہوا۔

آج ایک بیگناہ کی بیگناہی ثابت ہوگئی۔ اور اصلی مجرم پکڑا گیا۔" مہارانی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔" غاصب نے بہت دنوں ڈیوک کے لقب اور جائداد کو دھوکے سے اپنے قبضہ میں رکھا تھا۔ مگر آئندہ یہ تاج امارت اس کی پیشانی کو زیب دیگا۔ جو اس کا جائز وارث ہے۔ میرا اشارہ برٹرام ووین کی طرف نہیں۔ غالباً تم میں سے بہتوں نے کرسچن ایلسٹن کا نام سنا ہوگا۔ آج سے وہ نیک نہاد پاک باطن خلیق نوجوان ڈیوک آف مارچ مونٹ بنتا ہے۔"

جیسا بیان کیا گیا ہے۔ حاضرین یہی اطلاع کے لئے بڑی حد تک تیار تھے۔ مگر اس آخری

اعلان کا کسی کو گمان تک نہ تھا۔ اسے سن کر ہر شخص کے چہرہ پر حیرت کی علامات نمودار ہوئیں۔ اور ان میں کم از کم ایک کو اس سے سچی خوشی بھی ہوئی۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ وہ ایمی سٹن تھی۔

”اب میرے لئے اتنا ہی کام باقی ہے“۔ مہارانی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا ”کہ تم میں سے بعض کو اپنے فیصلہ سے آگاہ اور باقیوں کو چند الفاظ کہہ کر رخصت کر دوں۔ آج کی رات تم لوگ وہیں بسر کرو گے۔ جہاں تم اپنے مختصر قیام اوک لینڈز میں اب تک مقیم تھے۔ کل تم سب کو رخصت کر دیا جائے گا۔ مسٹر سٹینہوپ میں امید کرتی ہوں۔ کہ آج کے واقعات تم پر کچھ نہ کچھ مفید اثر پیدا کریں گے کاش آئندہ کے لئے تم ایمانداری کی روزی کماؤ۔ اور روپیہ کے لالچ میں مجرموں کا ذریعہ جرم بننا منظور نہ کرو۔ محض حسن اتفاق سے تمہارے ہاتھ کسی بے گناہ کے خون سے آلودہ نہیں ہوئے۔ ورنہ تمہیں اس فعل سے تامل نہ تھا۔ جس رات تم نے اس شخص سے جو اس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ کہلاتا تھا۔ روپیہ کے عوض کسی کی جان لینے کا فیصلہ کیا۔ تو تمہاری گفتگو کا ہر لفظ برٹرم ووین نے سن لیا تھا۔ درحقیقت اسی کو کھلی کھڑکی میں دیکھ کر تمہارے مجرم دوست کو پریشانی ہوئی تھی۔ بس میں بہت کہنا نہیں چاہتی۔ مگر ایک بار پھر سچے دل سے دعا کرتی ہوں۔ کہ تم ان واقعات سے کوئی اچھا سبق حاصل کرو۔ کاش تم کو معلوم ہو کہ دنیا میں گناہ اور بدی گو تھوڑی مدت سرسبز ہوں۔ مگر آخر کار راستی اور انصاف سے مغلوب ہوتے ہیں۔ اور مجرم کا انجام ہمیشہ مصیبت ناک ہوتا ہے۔“

اتنا کہہ کر مہارانی چپ ہو گئی۔ ولسن سٹینہوپ شرم سے گردن جھکائے چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا۔ صاف نظر آتا تھا۔ کہ وہ ان الفاظ کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کرتا ہے۔

”ایمی سٹن“ اب مہارانی نے اس نوجوان عورت کو نرم اور رحم آمیز لفظوں میں مخاطب کر کے کہا ”میں جانتی ہوں ایک سیاہ کار بدمعاش نے تم کو برباد کیا۔ ایسے حالات میں تمہارے اندر اس کے لئے جوش انتقام پیدا ہونا قدرتی ہے۔ مگر جس نے تم پر جفا کی تھی۔ وہ خود تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ اس کے زوال سے غالباً تمہاری آتش انتقام بھی فرو ہو جائے گی۔ اس ملک میں رہتے ہوئے امید نہیں کہ تمہاری باقی عمر راحت و اطمینان سے بسر ہو۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ کچھ عرصہ تک اپنے وطن کو واپس جاتے ہوئے تم کو بھی اپنے ساتھ وہیں لے چلوں۔ جب تمہیں اپنا معتمد بنا کر رکھوں گی۔ اور معقول تنخواہ دوں گی چاہو تو اپنی بہن کو بھی ساتھ لے چلو۔ اور اگر تمہارے نزدیک اسے تحریص سے بچا کر نیکی کی راہ پر چلانا ممکن ہو، تو مجھے اس کو ساتھ لے جانے میں اعتراض نہیں۔ مگر میں اس کو اپنے محلات میں نہ رکھوں گی

اپنی ریاست میں ایک جگہ میں ایسا انتظام کردوں گی۔ کہ وہ ایمانداری اور محنت سے روزی کمانے کی نصیب
اور خطاوار میری کو کل اس مکان سے ہٹا دیا گیا۔ جہاں وہ گناہ و معصیت کی زندگی بسر کرتی تھی۔ اب
وہ ایک اور مکان میں رہتی ہے۔ اور جب تک ہماری روانگی کا وقت آئے۔ تم بھی اس کے پاس
وہیں رہ سکتی ہو۔"

ایلی سٹن انداز شکرگذاری سے مہارانی کے قدموں میں جھک گئی۔ اور اس نے اس کے ہاتھوں
کو بوسہ دیا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ اس نے ان تمام تجویزوں کو جو اندرا نے پیش کی تھیں۔
بخوشی منظور کر لیا۔

"تم سے مسز آکنڈن۔" مہارانی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں بہت کہنا نہیں چاہتی۔ انہی
لفظوں میں جو میں نے مسٹر سٹیفنوپ سے کہے تھے۔ تم سے بھی کہتی ہوں۔ آج کے واقعات کاش تم
پر کوئی مفید اثر پیدا کر سکیں۔ عنقریب تم کو آزاد کر دیا جائے گا۔ دنیا کھلی ہے۔ لیکن میری صلاح
مانو۔ تو باقی عمر نیکی اور راست شعاری میں بسر کر کے پچھلے گناہوں کی تا حد امکان تلافی کرو۔
جس نوجوان پر تم اپنی بے عزتی کی کمائی لٹایا کرتی تھیں۔ وہ ایک مقابلہ میں زخمی ہو چکا ہے۔ جس
کا بانی اور محرک وہ خود تھا۔ مگر اس کو بہت چوٹ نہیں آئی۔ اور امید نہیں کہ ناگوار نتائج ظہور میں
آئیں۔ مگر اس واقعہ نے اس نوجوان کے مزاج میں نہایت مفید تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ یعنی اس
کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ وہ کس ذلت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ اب اس کی اپنے رشتہ داروں سے
مصالحت ہو گئی ہے۔ اور آئندہ اسے نیکی کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ پس تمہیں اس
سے ملنے کی امید نہ رکھنی چاہئے۔ بس میں اتنا ہی کہنا چاہتی تھی۔ میری آرزو ہے کہ تم اوروں کی سزاؤں
سے عبرت حاصل کر کے نیک بننا سیکھو۔"

مسز آکنڈن اس تقریر کو چپ چاپ سنتی رہی۔ مگر اس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ
چکنے گھڑے پر پانی کی ایک بوند بھی نہیں ٹھیری۔ اگر اس میں جرات ہوتی۔ تو غالباً ان نصیحتوں کا گستاخانہ
جواب دیتی۔ مگر اس کے دل میں مہارانی کا خوف جاگزین تھا۔ وہ دیکھ چکی تھی کہ اس کو سزا دینے کے
وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ اس لئے چپ رہی۔ ناظرین جانتے ہیں کہ مسز آکنڈن ایسی عورت
نہ تھی جس کے دل پر مفید نصیحتیں کسی طرح کا اثر پیدا کر سکتیں۔ اسی لئے مہارانی کی تقریر بھی بے
اثر رہی۔

اس کے بعد اندرا نے سنگھ کو مخاطب کر کے کہا۔ تم سیاہ کار ہو تم نے اپنی عمر میں لا انتہا برائیاں

ہیں۔ تمہارے جرموں کا کچھ شمار نہیں۔ اور ایسے شخص کو سزا سے محفوظ رکھنا بھی گناہ ہے۔ اگر تم کو اس ملک کی پولیس کے حوالہ کر دیا گیا۔ تو تمہارا پھانسی پانا یقینی ہے۔ کیونکہ اس ملک میں تمام ایسے مجرموں کے لئے یہی ایک سزا مقرر کی گئی ہے۔ لیکن میری رائے میں پھانسی کی سزا جابرانہ۔ خلاف انصاف اور عقل از منفعت ہے۔ میرے نزدیک بدترین مجرموں سے وحشی درندوں کی طرح سلوک کرنا چاہیئے۔ یعنی ان کو آہنی سلاخوں میں بند کر کے رکھا جائے کہ وہ اپنی خون آشامی ضبط کرنے پر مجبور رہیں۔ پس میں بہت جلد تم کو اپنے ملک میں بھیج دوں گی۔ اور اس جگہ تمہاری باقی عمر کسی قید خانہ کی کوٹھری میں بسر ہو گی۔ تمہیں بیاتما کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کہ لیتنے گناہوں پر اس نے تمہاری جان بچا دی۔ ورنہ انگلستان میں رہتے ہوئے تمہارا سزائے موت سے محفوظ رہنا سراسر ناممکن تھا۔"

برکر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ مگر اس کے تند چہرہ سے انتہائی اطمینان ظاہر ہوتا تھا۔ بظاہر وہ اس خیال سے خوش تھا۔ کہ کم از کم میری زندگی اب خطرہ میں نہیں ہے۔

"بدکردار اور خطا وار عورت" اب مہارانی نے میڈم اینجلیک کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم نے اپنی زندگی میں وہ بھیانک جرم کئے ہیں جن کو نظر انداز کرنا غیر ممکن ہے۔ تمہیں ضرور ان کی سزا ملنی چاہیئے۔ مانا کہ تم صحیح معنوں میں قاتل نہیں ہو۔ مگر تمہاری نیت کیا ہو ثابت کرتی ہے تمہیں نے بدنصیب سگونہ کو ہر بار میری جان لینے کے لئے اکسایا تھا۔ اپنی گناہ آلود زندگی میں تم نے بے شمار دولت جمع کی ہے۔ اسکو تمہارے پاس چھوڑنا پاپ ہو گا۔ اس لئے میں حکم دیتی ہوں کہ کل آزاد ہونے سے پہلے تم اپنی پاپ کی کمائی کا دسواں حصہ لندن کے مختلف خیراتی خانوں میں تقسیم کر دو۔ جب تک یہ شرط منظور نہ کرو گی۔ رہائی ناممکن ہے۔ انکار کی صورت میں مجبوراً تم کو حوالہ انصاف کرنا پڑے گا۔ اور تم اچھی طرح جانتی ہو۔ کہ تمہارے جرموں کی سزا عمر قید کالے پانی سے کم نہ ہو گی۔"

میڈم اینجلیک یہ سن کر رونے لگی مگر اس کی آہ وزاری کا مہارانی کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ "مسٹر ہیتھوپ اور مسز اگنیٹین" اس نے ان دونوں کو پھر ایک بار مخاطب کر کے کہا۔ "مجھے یقین ہے۔ تم دونوں آج رات کے واقعات پر خود ہی خاموش رہو گے۔ کیونکہ تمہاری اپنی بہتری اسی میں ہے۔ رہ گیا یہ شخص" اس نے برکر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اس کی پورے طور سے نگرانی کی جائے گی۔ اور جب تک یہ اس ملک میں ہے۔ اسے کوئی بات ظاہر کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے گا" تمہاری نسبت فیصلہ صادر کرتے ہوئے" اور اسنے میڈم اینجلیک پر نظر ڈال کر کہا "میں نے مناسب

قانون سے زیادہ ضابطہ اخلاق کو مدنظر رکھا ہے۔ مگر میں جانتی ہوں کہ ان واقعات کے اظہار کی تمہیں بھی جرات نہ ہوگی۔ باقیوں سے بھی امید ہے کہ ہر طرح اخفا و رازداری سے کام لیں گے کیونکہ گو انہیں عنقریب آزاد کر دیا جائے گا تاہم ان کے جرم ایسے ہیں کہ اس ملک کی پولیس ہر وقت ان کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہوگی۔"

اتنا کہہ کر مہارانی تخت سے اتریں اور خاموش وقار سے چلتی ہوئی عدالت سے مفقود ہو گئیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد داروغہ پروس کئی نوکروں کو ساتھ لئے اس کمرہ میں داخل ہوا۔ دو تنومند نوکر محافظ جو پیشتر ڈیوک آف مارچ مونٹ پر پہرہ دیتے تھے۔ برکر کو اس تہ خانہ میں لے گئے۔ جہاں وہ کئی روز سے مقیم تھا۔ ایک اور نوکر مسٹر آکسنڈن کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اسی طرح میڈم ایجلیب اور مس سٹینہوپ کو بھی دو نوکروں کی نگرانی میں جدا جدا کمروں میں پہنچایا گیا۔ امی سٹن کے متعلق کسی نگرانی کی ضرورت ہی نہ تھی۔

مسند سے اتر کر مہارانی اس کمرہ میں گئیں۔ جہاں غاصب ڈیوک کو ٹربورس یعنی آرمیچ کے روبرو پیش کیا گیا تھا۔ اندر ان کو دیکھ کر آرمیچ سروقد کھڑا ہو گیا اور مودبانہ سلام کیا۔

اس سے مخاطب ہو کر مہارانی نے کہا "جتنے وعدے تم سے کئے گئے تھے۔ وہ سب پورے کئے جائیں گے۔ جس مجرم نے روپیہ لالچ تمہیں آج تک چپ رہنے پر مجبور کیا تھا۔ اس نے اب اپنے جرم کا اقبال کر لیا۔ مگر میں اس وقت تمہیں ایک نئی خبر دیتی ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ مقتول ڈیوک اور اس کی بدنصیب بیگم الزا کے تعلق سے دو توام اولادیں ہوئی تھیں۔ یہ وہی بہن بھائی ہیں جنہیں تم اپنی بیٹی زو کے مکان پر بارہا دیکھ چکے ہو۔"

آرمیچ کو اس خبر سے جو حیرت ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔ بہت دیر تک صورت مصور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ "آہ مہارانی وہ مجھ بدنصیب کو کیسے معاف کریں گے۔ جس نے آج تک اس راز کو چھپایا جس کے اظہار سے وہ اپنی وراثت کے جائز مالک قرار پا سکتے تھے۔"

"تم بھولتے ہو۔" مہارانی نے جواب دیا۔ "اگر تم اس راز کو ظاہر کر بھی دیتے۔ تو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ غاصب ڈیوک مجرم اور برٹرام و دین بے قصور تھا۔ یہ بہرحال ثابت نہ ہوتا کہ کرٹین اور کرسٹینا ہیشٹن مقتول ڈیوک آف مارچ مونٹ کی اولاد ہیں۔ اس لئے واقعہ میں تمہاری خاموشی نے ان کو براہ راست کچھ نقصان نہیں پہنچایا۔ البتہ سب سے زیادہ تمہیں برٹرام ودین سے معافی کا خواستگار ہونا چاہئے۔ جس نے تمہاری خاموشی سے اتنی تکلیف اٹھائی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بھی تم کو معاف

کردے گا۔ ہم نے سب انتظام ایسے طریق پر کئے ہیں۔ کہ گذشتہ واقعات ہر طرح پوشیدہ رہیں گے اور تمہیں یا تمہاری نیک نہاد بیٹی کو ان کے لئے شرمسار نہ ہونا پڑے گا۔ فی الحقیقت زو کو اس بات سے آگاہ کرنا ہی غیر ضروری ہو گا۔ کہ تم نے عرصہ دراز تک اپنے سینہ میں ایک خوفناک راز چھپا رکھا تھا جسے آج فقط حالات سے مجبور ہو کر ظاہر کرنا پڑا۔ مگر یاد رکھو۔ تمہاری شہرت اور نیک نامی کی حفاظت کے لئے جس قدر کوشش کی گئی ہے۔ وہ کچھ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ محض تمہاری خلیق بیٹی زو کی خاطر تھی جس سے کرسٹینا کو بہنوں کی طرح محبت ہے کل تم کو آزاد کر دیا جائے گا۔ اور میں دعا کرتی ہوں کہ تمہاری باقی زندگی اطمینان سے بسر ہو۔ تمہارے تمام قرضے بیباق کر دیئے گئے ہیں۔ حتے اکہ تم دوبارہ مالدار بن کر کاروبار شروع کر سکتے ہو۔ تم نے اپنی بیٹی کی جو دولت برباد کی تھی۔ وہ بھی بحال کر دی گئی ہے۔ اس لئے اس سے مل کر بھی پشیمان یا رنجیدہ نہ ہونا پڑے گا۔ غرض تمہاری زندگی کا دوسرا دور اطمینان و خوشحالی سے شروع ہوتا ہے۔ اب بھی تم نے اپنی حالت کی اصلاح نہ کی۔ تو تمہاری اپنی بدنصیبی ہو گی۔ اگر تم نے پھر سٹے بازی کر کے اس دولت کو تباہ کیا۔ تو یاد رکھو۔ پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ اس وقت تمہیں کسی امداد یا سہارے کی امید ہی نہ رکھنی چاہیئے۔"

آرچیج اس نصیحت آمیز تقریر کو سن کر مہارانی اندرا کے قدموں پر گر پڑا۔ اس نے اسکی عنایتوں کا پُر جوش لفظوں میں شکریہ ادا کیا۔ اور کہا "سرکار میں نے سٹہ بازی کے نقصان اچھی طرح سمجھ لیے۔ جو تلخ سبق میں نے آج تک حاصل کئے ہیں۔ ان کو فراموش کرنا غیر ممکن ہے۔"

اس کے بعد اندرا اس جگہ سے رخصت ہوئی۔ رستہ میں کولین ملا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تہ کیا ہوا کاغذ تھا۔ اسے مہارانی کو دکھا کر کہنے لگا "لیجئے۔ یہ وہ بیان ہے جو مجرم نے اپنا وقت آخر قریب دیکھ کر لکھوایا ہے۔"

اندرا نے کاغذ ہاتھ میں لے کر دستخط پر نظر ڈالی۔ معلوم ہوا کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کیا گیا ہے۔ اس کے پاس ہی داروغہ پردس اور مسٹر کولین کی شہادتیں ثبت تھیں۔ یہ دستاویز بوٹرام ووین کی بے گناہی کا مکمل ثبوت تھی۔

بس مہارانی کا مقصد پورا ہو گیا۔ جو امیدیں عرصہ دراز سے اس کے دل میں پیدا ہو چکی تھیں آج بر آئیں۔ جس مدعا کو حاصل کرنے کے لیئے اس نے اتنی محنت کی تھی وہ حاصل ہو گیا یعنی جس سے اس کو عرصہ دراز سے سچی محبت تھی۔ اس کے نام سے داغ گناہ مٹ گیا۔ ان ساری تدبیروں میں

جو اندرا نے اس نتیجہ کو حاصل کرنے کے لئے کی تھیں۔ اس کے دل میں حیرت خیز دلیری کام کر رہی تھی۔ مگر کام پورا ہوتے ہی مرا جانہ اثرات رونما ہوئے۔ اسے اپنی کامیابی سے اتنی خوشی ہوئی جو برداشت نہ کر سکتی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر دیوار کے ساتھ تھم گئی۔ معلوم ہوتا تھا غش کیا چاہتی ہے۔ مسٹر کولمین دوڑ کر پانی کا گلاس لایا۔ اس کے چند گھونٹ پی کر مہارانی کی طبیعت قدرے بحال ہوئی۔

اب وہ کولمین کو ساتھ لئے پاس کے کمرہ میں گئی۔ اور وہاں جا کر اس سے پوچھا۔ کیا ہمارا خیال صحیح نکلا۔ یعنی اس کے دل کو کافی سخت صدمہ پہنچا؟"

"یہی معلوم ہوتا ہے" وکیل نے جواب دیا۔ "ڈاکٹر کا بیان ہے کہ اب وہ بہت دیر زندہ نہ رہ سکیگا۔"

"افسوس! افسوس! مجھے سب سے زیادہ بدنصیب لیوینیا کی مصیبت کا خیال پریشان کرتا ہے جو ناکردہ گناہ تکلیف اٹھا رہی ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے رحمدل مہارانی کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے۔

"وہ دکھیاری جس سے ڈچس کا خطاب بھی چھن چکا ہے۔ اب اپنے شوہر کے سرہانے اس کے گناہوں کی بخشش کے لئے دعا کر رہی ہے۔" وکیل نے جواب دیا۔ "ابھی ابھی گاؤں کا پادری آیا تھا۔ وہ بھی گنہگار ریو کو تعزی تسکین دینے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"مگر لیوینیا؟ ... اس کا اپنا حال کیسا ہے؟" مہارانی نے دردناک لہجہ میں پوچھا۔

"اس کا حال کیا عرض کروں۔ معلوم ہوتا ہے بیچاری اس صدمہ جانکاہ سے زندہ نہ بچے گی۔" کولمین نے بیان کیا۔ "اسکی حالت خواب یا سکتہ کی حالت سے ملتی ہے۔ بظاہر اس کے لئے یہ واقعات ناقابل یقین ہیں۔ حضور نے جس وقت اسے خوفناک حقیقت سے آگاہ کیا تبھی سے حالت بگڑی ہوئی ہے۔"

"آہ! اس وقت کا نظارہ بڑا جگر دوز تھا۔" مہارانی نے کانپ کر کہا۔ "اب بھی اسے یاد کرتی ہوں۔ اب بھی لیوینیا کی چیخ یاد آتی ہے۔ تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ میں نے اس دکھیاری کو بھی ملاقات میں بھی اس انجام کے لئے تیار کر دیا تھا لیکن پھر بھی جب میں دوسری بار اسکو نتیجہ سے آگاہ کرنے گئی۔ تو گو میں نے جرات بڑی نازکی سے درجہ وہ دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر لیوینیا کی حالت زار کو یاد کر کے جگر پاش پاش ہوتا ہے۔ مسٹر کولمین یہ سوچکر سخت رقت ہوتی ہے۔ کہ ایک مجرم کا جرم ثابت کرنے اور حق و انصاف کو عمل میں لانے سے بسا اوقات بے گناہوں کی اذیت دیکھنی پڑتی ہے۔"

مہارانی نے رومال سے آنسو پونچھے۔ پھر ماوقفہ کے کہنے لگی۔ "وہ دونوں بہن بھائی اکیلا ...

ہیں... وہ جنہیں آئندہ ڈیوک آف ہارچ مونٹ اور لیڈی کرسٹینا ووین کے ناموں سے یاد کرنا چاہیئے؟"

"میں انہیں اس حالت میں چھوڑ کر آ گیا تھا کہ مجرم و گنہگار ہیوان کے قدموں میں گر کر عفو تقصیر کے لئے ملتجا کر رہا تھا۔ اس کے بعد جب وہ نوکر بیوہ کو سہارا دے کر دوسرے کمرہ میں لے گئے تو میں نے کریمن اور کرسٹینا کو ان کے نئے مراتب سے خبردار کیا۔ اور اس کے بعد اس خیال سے چلا آیا کہ تنہائی میں خوشی اور غم سے خوب جی کھول کر رو لیں۔ کیونکہ گو ایک طرف انہیں اپنے عروج کی خوشی ہے تاہم دوسری جانب اپنے مقتول باپ اور مظلوم ماں کا غم بھی بہت ہے۔"

"اچھا تو اب میں ان کے پاس جاتی ہوں" شہزادی نے کہا "سونے سے پہلے میں اس بدنصیب خاتون سے بھی ملوں گی جس کا غم میرے سینہ میں ہیجان کرتا ہے۔"

"اور میں حضور کی اجازت سے لندن کو رخصت ہوتا ہوں" مسٹر کولمین نے کہا "تاکہ وہاں ان واقعات کا حال اس سے بیان کروں جس کی ذات سے ان کا گہرا تعلق ہے۔"

"مگر دیکھو مسٹر کولمین جب تک یہ گنہگار آدمی زندہ ہے اس وقت تک یہ راز کسی اور پر ظاہر نہ ہو کہ کون مجرم اور کون بے قصور تھا۔"

مسٹر کولمین نے ادب سے سر جھکا لیا اور اس کے بعد کمرے سے رخصت ہوا۔ مہارانی اندرا بھی اس کمرہ کی طرف ہو لی۔ جہاں قریباً ایک گھنٹہ پہلے اس نے کریمن اور کرسٹینا کو چھوڑا تھا۔

باب ـ ۱۴

گنہگار کی موت

اس فوری تبدیلی سے کریمن اور کرسٹینا کے دلوں کی جو حالت ہوئی اس کا صحیح اندازہ کرنا سخت دشوار ہے۔ یہ بات کہ بھائی کو ڈیوک اور بہن کو لیڈی کا امتیازی لقب حاصل ہوگا۔ ان کے وہم و گمان سے بعید تھی۔ وہ جو اپنے آپ کو ایک طبقہ متوسط کے غریب خاندان کی یادگار سمجھتے تھے۔ آج دفعتاً امرائے برطانیہ کے بلند ترین الکان بن گئے۔ بہت دن نہ گزرے تھے کہ ان کی زندگی افلاس و احتیاج میں بسر ہوتی تھی۔ وہ محنت شاقہ سے روزی کما کر شب و روز اپنی حالت زار پر آنسو بہاتے تھے۔ مگر آج اچانک لاانتہا دولت و ثروت کے مالک بن گئے۔ سچ ہے جسے لوگ جادو اور طلسم کہتے ہیں وہ تقدیر کے حرفوں میں بند ہے۔

اب تک وہ ان واقعات کی تفصیل سے بےخبر تھے۔ جن کا ان کی ولادت کے اسرار سے تعلق تھا۔ لیکن مہارانی اندرلے نے ان کو اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ تمہارا باپ وہی بدنصیب ڈیوک آف مارچ مونٹ تھا۔ جس کے دردناک قتل کا حال پڑھ اور سن کر وہ بارہا تھرا چکے تھے۔ اور ان کی ماں وہی مصیبت زدہ ڈچس انزاشی جسے برٹرام ویدین کی گنہگار معشوقہ سمجھ کر وہ کئی بار اس کے دردناک انجام پر آنسو بہا چکے تھے۔ لیکن اب معلوم ہو گیا۔ کہ وہ بالکل بے قصور تھی۔ قصر اونک لینڈس سے رخصت ہونے تک بلکہ اس کے بعد وہ ایک لمحہ کے لئے نیکی اور عصمت کی راہ سے منحرف نہیں ہوئی۔ اور گو برٹرام سے اسکو سچی محبت تھی۔ مگر اس پاک محبت نے کبھی گناہ کی صورت اختیار نہیں کی۔ اس حالت میں کرسچن اور کرسٹینا کے لئے اپنی بدنصیب ماں کی یاد سے شرمسار ہونے کی وجہ نہ تھی۔ پھر بھی وہ دونو یہ سوچکر بہت دیر رنج وغم کے آنسو بہاتے رہے۔ کہ زندگی میں اس دکھیاری نے کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کیں۔ اور پس مرگ کس حالت زار میں ایک دور افتادہ گمنام گاؤں کے قبرستان میں دفن ہوئی۔ وہ اپنے بدنصیب باپ کو یاد کر کے بھی بہت دیر تک روتے رہے۔ جو اپنی بے خطا بیگم کو تلاش کرتا ہوا ایک سفاک قاتل کے ہاتھوں مارا گیا۔ ان واقعات کی یاد سخت رنج دہ تھی۔ مگر دوسری جانب حصول عز و جاہ نے دلوں میں قدرتی مسرت بھی پیدا کر دی تھی بہرحال اس راحت و رنج اور مسرت وغم کی یکجائی نے ان کے دلوں پر قدرت کا یہ ازلی سبق اچھی طرح ثبت کر دیا۔ کہ دنیا میں رہ کر انسان کو کامل خوشی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ شہد کتنا ہی میٹھا ہو۔ اس کی تہ میں ذرا سی کڑواہٹ ضرور پائی جاتی ہے

اور اب کرسچن اور کرسٹینا کو یہ جان کر بے انداز خوشی ہوئی۔ کہ مسٹر ریڈکلف ہمارا دوست اور محسن ہی نہیں۔ قریبی رشتہ دار بھی ہے۔ انہیں اس کی بے گناہی ثابت ہونے پر مسرت تو ہوئی۔ مگر ساتھ ہی اس خیال سے رنج بھی بہت ہوا۔ کہ ایک طرف اس رات کے انکشافات نے اگر ایسے قرابت دار سے ملایا۔ جس کی ذات پر ان کو بے حد فخر و ناز تھا تو دوسری جانب اس شخص کے رشتہ سے بھی واقف کر دیا۔ جس کے جرم و گناہ نے یہ ساری مصیبت پیدا کی تھی۔ بے شک ان کی خوشی میں رنج کا اشتراک شامل تھا۔ لیکن بہرحال خوشی غالب تھی بھائی کو یکایک ڈیوک کا عالی قدر رتبہ حاصل ہونے اور بہن کو اس کے عروج پر ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ کرسچن اسی رشتہ دار کی اونے خدمات کیا کرتا تھا جو اس کے حقوق کا غاصب اور جائداد کا ناجائز مالک تھا۔ اور اسی کی دولت سے اس کو تنخواہ دیتا تھا یا اب وہ جو کرسچن کے

لئے اپنے عروج پر خوش ہونے کی سب سے بڑی وجہ اگر کوئی تھی۔ تو محض یہ کہ اب ڈچس کا تاج امارت حسین اسابیلا کی خوشنما پیشانی کو زیب دیگا جس سے اس کو سچی اور لازوال محبت تھی۔

بہارانی اندرا ان کے کمرہ سے رخصت ہوئی۔ تو بہن بھائی بہت دیر تک ایک دوسرے کے گلے لگ کر رنج و راحت کے آنسو بہاتے رہے۔ کبھی خدائے بے نیاز کا اسکی ناقابل فہم عنایتوں کے لئے شکریہ ادا کرکے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے اور کبھی اپنے غم نصیب والدین کی یاد پر آنسو بہاتے تھے۔ کبھی ایک دوسرے کی طرف پرغور نظروں سے دیکھتے۔ اور کبھی زور زور سے کانپنے لگتے تھے۔ پھر جب ہلکی آواز اور پرخوف لہجہ میں اس بدنصیب کا ذکر کرتے جو تھوڑی دیر پہلے ذلیل ومغلوب ہوکر ان کے قدموں میں سر جھکا چکا تھا۔ تو کرسچن بہن کو زور سے گلے لگاتا اور اس کے ساتھ یہ کہہ کر تسکین بھی دیتا کہ شکر ہے اس سے ہمارے محسن کی بے گناہی ثابت ہوگئی۔

اس وقت آپس میں باتیں کرتے ہوئے وہ قصداً برٹرام کا نام نہ لیتے تھے۔ مگر ان کے دل اس حقیقت سے خوب واقف تھے کہ اشارہ کس کی طرف ہے۔ وہ جو مدت دراز تک مسٹر ہڈکلف کے نام سے مشہور رہا۔ اور بعد ازاں لارڈ کلینڈون اور برٹرام وڈین کہلایا۔ ان کا سچا محسن اور غمگسار تھا۔ بے شک سرِ دست وہ ایک خطاوار مجرم کی حیثیت رکھتا تھا۔ مگر اب اس کی رہائی یقینی تھی بیشتر بڑھ کر وہ بہارانی اندرا کے ممنون احسان تھے جس نے برٹرام وڈین کی بے گناہی ثابت کرنے اور انہیں جائز حق وراثت دلانے کے لئے اس محنت و استقلال سے کوشش کی۔ اور ساتھ ہی غریب بیوہ کی بدنصیبی پر غمگین بھی تھے۔ جو انتہا درجے خلیق اور اپنے شوہر کے گناہوں سے پاک تھی جسے کہ وہ جوہر وقت اس کے درپے آزار رہا کرتا تھا۔ دم آخر بھی وہ فرشتگان جنت کی طرح اسکی خدمت گذاری کر رہی تھی۔

رات کی تاریکی صبح کے دھندلکے میں تبدیل ہو رہی تھی۔ کہ بہارانی پھر ایک بار کرسچن اور کرسٹینا کے پاس گئی۔ ان سے جدا ہوئے۔ اس کو ایک ہی گھنٹہ ہوا تھا۔ مگر اس ایک گھنٹہ کے عرصہ میں وہ عروج وزوال کی مختلف حالتوں اور رنج و راحت کی متنوع کیفیتوں پر غور کرکے کس قدر عبرت وسبق حاصل کر چکے تھے۔

بہارانی دوبارہ ان کے پاس گئی۔ تو کرسٹینا بے اختیار اس کے گلے لگ گئی۔ اندرا ہمیشہ اس سے محبت کرتی تھی۔ اب اس نے مادرانہ شفقت سے پیار دیا۔ کرسچن نے بھی بہارانی کا ہاتھ چوما اور

اس کے بعد تینوں باتیں کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ اس وقت اندرا نے اطلاع دی کہ مسٹر کولمین ان واقعات کی خبر اس کو پہنچانے لندن روانہ ہو گیا ہے۔ جس سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ اور اب بہت دیر نہیں گذرے گی۔ جب برٹرام ویرے کو اپنی بے گناہی کا ثبوت معلوم ہو جائے گا۔ اور وہ جان لیگا۔ کہ میری بے گناہی عنقریب دنیا پر روشن ہوگی۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ داروغہ پروسس کمرہ میں داخل ہوا۔ اس نے کمسن ڈیوک آف مانچ مونٹ کو مودبانہ سلام کیا۔ اور بھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

"مائی لارڈ اس کہن سال خادم کو جو اس زمانہ میں بھی آپ سے محبت کرتا تھا۔ جب آپ کے رتبہ عالیہ کی خبر نہ تھی۔ اپنے جائز حقوق کی بازیابی پر مبارکباد عرض کرنے کی اجازت دیجئے"

پھر کرسٹینا کی طرف مڑ کر اس نے کہا "بانو آپ کی صورت بالکل اپنی غم نصیب ماں سے ملتی ہے۔"

اس گفتگو کا سب کے دلوں پر گہرا اثر ہوا۔ اور بہن بھائی نے بڈھے داروغہ کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا۔

پروسس کی آنکھیں ہجوم جذبات سے پرنم ہو گئی تھیں۔ مگر اس نے ضبط سے کام لے کر کہا۔ "حضور والا میں اس بدنصیب کی طرف سے جو دوسرے کمرہ میں دم توڑ رہا ہے۔ پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں۔۔۔"

"اگر اس کو مجھ سے ملنے کی خواہش ہے۔ تو میں شوق سے اس کے پاس جانے کو تیار ہوں۔" کمسن نے جواب دیا۔ "اگر واقعی اسے اپنے گناہوں پر ندامت ہو۔ تو میں اس کو معاف کرنے سے دریغ نہ کرونگا۔ حالانکہ اس نے میرے غریب باپ کو ہلاک کیا تھا۔"

"بانو" بڈھے داروغہ نے کرسٹینا کی طرف مڑ کر کہا۔ "کیا آپ بھی حضور والا کے ساتھ جانا منظور کریں گی۔ کیونکہ مرنے والا دونوں سے معافی کی التجا کرنا چاہتا ہے۔"

"مجھے کچھ عذر نہیں۔" نیک دل کرسٹینا نے جواب دیا۔

مہارانی اندرا نے بہن بھائی کی طرف شفقت آمیز نظروں سے دیکھا۔ اس کے بعد وہ داروغہ پروسس کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ زینہ کو طے کر کے وہ اس کمرہ کے دروازہ پر ایک لمحہ کے لئے ٹھٹکے۔ جہاں ذلت نصیب پیرا آخری سانس لے رہا تھا۔ اور ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز سے دیکھا۔ گویا زبان حال سے اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ ہم اپنے دلوں کو نفرت و کینہ سے پاک کر کے عذاب نزع کو تا حد امکان کم کرنے کی کوشش کریں گے۔

پیدس نے بڑی آہستگی سے دروازہ کھولا۔ اور دونوں بہن بھائی داخل ہوئے۔ لیونیا پلنگ کے ایک جانب دوزانو ہو کر دونوں ہاتھوں سے سر تھامے اپنے شوہر کے لئے دعائے مغفرت کر رہی تھی اور دوسری طرف گاؤں کا پادری اسی حالت میں بیٹھا تھا، سرہانے ایک ڈاکٹر کھڑا تھا۔ مگر اس کے چہرے پر بھی خوف و ہراس کی علامات ظاہر تھیں۔ کیونکہ ہر چند وہ اس طرح کے خوفناک مناظر دیکھنے کا عادی تھا تاہم اس واقعہ نے اس کے دل پر بھی غیر معمولی اثر پیدا کر دیا تھا۔ اور خود مرنیوالے کی کیا حالت تھی؟ آہ! قلم میں طاقت نہیں کہ اس کے بھیانک چہرہ۔ اس کی پرخوف نگاہ اسکی المناک صورت کا صحیح نقشہ کھینچ سکے۔ سر کے بال جن میں سپیدی کی ہلکی جھلک پہلے ہی نمودار ہو چکی تھی۔ ان چند گھنٹوں میں روئی کے گالے بن گئے۔ عہد شباب کے آخری آثار غائب ہو گئے تھے کہ ساٹھ سالہ بڈھے کا نقشہ پیدا ہو گیا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر لیونیا اور پادری دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کرسچن اور کرسٹینا نے جب اس نیک دل عورت کی موجودہ حالت دیکھی۔ جو تھوڑی دیر پہلے نرگس کہلاتی تھی۔ تو بے اختیار آنسو بہ نکلے۔ رنگت لاش کی طرح زرد اور سرخ یاقوتی ہونٹوں میں سنگ مرمر کی سپیدی نظر آتی تھی۔ اور چہرہ اتنا اداس۔ غمناک اور پریشان تھا۔ کہ اگر وہ بذات خود مجرم ہوتی۔ تو بھی دیکھنے والوں کو ضرور اس پر رحم آتا۔ اور موجودہ حالت میں تو اسکی بے گناہی اور زیادہ الم خیز تھی۔ پادری نے جو سن رسیدہ شریف صورت آدمی تھا بہن بھائی کو مودبانہ سلام کیا اور ان کی طرف نظر حسرت سے دیکھنے لگا۔ وہ ان کے والدین سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور کرسچن کے مقتول باپ نے ہی اس کو موجودہ آسامی پر مقرر کیا تھا، ڈاکٹر نے بھی نوجوان ڈیوک آف مارچ مونٹ، اور لیڈی کرسٹینا دونوں کو سلام کیا۔ مگر مرنے والے نے ان کو دیکھتے ہی اپنا بھیانک چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔ اور منہ سے بے اختیار کراہنے کی آواز نکلی۔

لیونیا کچھ کہا چاہتی تھی۔ مگر نہ کہہ سکی۔ ہجوم یاس نے تکلم روک دیا، مگر اشک آلود آنکھیں ان کا شکریہ ادا کرنے کو اٹھ گئیں جو اس کے بدنصیب شوہر کو معاف کرنے آئے تھے رمیو نے بھی لفظ ادا بولنے کی کوشش کی۔ مگر زبان الفاظ ادا نہ کر سکی۔ خشک ہونٹوں نے ایک بے آواز حرکت کی۔ اور رہ گئے۔ لیونیا اس ناگوار سکوت کو ختم کرنے کے لئے پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔ مگر الفاظ لبوں تک آ کر رک گئے۔ سینہ میں اک آہ جگر دوز اٹھی۔ جس نے بدن کے ہر حصہ میں لرزہ پیدا کر دیا۔ وہ بے اختیار رونے لگی۔ اور باری باری بہن بھائی کے ہاتھ پکڑ کر بہت دیر ان کو چومتی

رہا - رحم دل کرسٹینا پر اس کا بہت اثر ہوا - اور وہ بھی لیو بینا کے گلے لگ کر بہت روئی - حتے کہ آخر کار کرسچن نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا "بابو ہم آپ کے شوہر کو معاف کرتے ہیں - ہمارے دلوں میں اس کے خلاف ذرا بھی رنج وملال نہیں ہے "

"عزیز بچو یہ معافی مجھ سوختہ جاں کے لئے آب رحمت کی طرح ہے" مرنے والے نے شکستہ لفظوں میں کراہتے ہوئے کہا "میں نے اپنی عمر میں لاتعداد برائیاں کی ہیں - میری زندگی شروع سے آخر تک گناہ میں بسر ہوئی ہے - میں ہی وہ بدنصیب ہوں جس نے تمہارے باپ کو ہلاک کیا - کرسچن کرسٹینا مجھے امید نہ تھی - کہ تم اس قدر فیاضی سے کام لوگے - اب بھی میں تمہاری صورت دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا ..."

اور یہ کہتے ہوئے اس نے سسکیاں لے کر رونا شروع کیا -

"بڑے بھائی اگر آپ کا غم سچا ہے - جیسا میرے خیال میں ضرور ہوگا" کرسچن نے نرم لہجہ میں کہا "تو میں یقین دلاتا ہوں کہ میرے یا بہن کے دل میں آپ کے خلاف کسی طرح کا ملال و کینہ باقی نہیں - ہم آپ کو معاف کر چکے - اور دعا کرتے ہیں کہ وہ قادر مطلق بھی آپ کے گناہوں کو بخش دے"

"تم مجھے معاف کرتے ہو ؟ کیا یہ ممکن ہے - کہ تم دونوں مجھے معاف کر دو ؟" بدنصیب شخص نے انداز حسرت سے کہا "خدا نے تمہیں کیسے فیاض دل عطا کئے ہوں گے جو مجھ گنہگار کو بخشش دیتے ہیں - ایسا نایاب و پاک دل رکھنے والے کے لئے اسی دنیا میں جنت ہے - پیارے کرسچن میں اپنے گناہوں کے لئے شرمسار ہوں - میری توبہ سچی ہے - اسی لئے مرنے سے پہلے میں نے اپنا مکمل بیان لکھوا دیا ہے - آج سے تم "ڈیوک آف مارچ مونٹ" ہو - اور میں ... افسوس میں کچھ بھی نہیں - اس دم آخر میں ایک گنہگار کی التجا اگر نیکوں کے دل پر کچھ اثر کر سکتی ہے - تو میری درخواست کرتا ہوں کہ میری غریب بی بی پر نظر عنایت رکھنا ... وہ میرے گناہوں کی حصہ دار نہ تھی"

"پیارے میری فکر جانے دو" مصیبت زدہ عورت نے جلدی سے کہا "تمہارے بعد میں زندہ نہ رہوں گی - میں جانتی ہوں فرشتہ موت نے اس جگہ کاری زخم لگا دیا ہے" اور یہ کہتے ہوئے اس نے ناقابل بیان اذیت کے ساتھ دل پر ہاتھ رکھا -

"کرسچن تم نے میرے گناہ معاف کر دیئے" جاں بلب امیر نے پولی آواز سے کہا - اور اپنی بے نور آنکھیں کرسچن کی طرف پھیر لیں "نیک دل لڑکے - خدا تمہیں اس فیاضی کا اجر دے گا - کرسٹینا تم بھی دنیا میں پھولو اور پھلو گی ... مگر آہ میں کس منہ سے تمہیں برکت دیتا ہوں یہ ہونٹ اس قابل نہیں تھا"

"بڑے بھائی" کرسچن نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا، کیا تم بھول گئے کہ ہمارے شفیع نے انسان کے گناہوں کے لئے خود آپ سولی پر جان دی تھی۔ کیا اس کی خاطر خدا نے ہم پر لامحدود رحم کرنے کا وعدہ نہیں کیا ہے؟ انسان کو اس کے رحم و بخشش سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہیئے"!

"آہ! یہ کلمات تسکین میں اس کے منہ سے سنتا ہوں۔ جس نے میرے ہاتھوں مصیبت و تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا" مرنے والے نے دبی ہوئی آواز سے کہا۔ اور اس طرح حرکت کی گویا کرسچن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے۔

"دیکھئے یہ میری سچی معافی کا ثبوت ہے" یہ کہتے ہوئے کرسچن نے اپنا ہاتھ مرنے والے کے ہاتھ میں دے دیا دفعتاً اس کی حالت میں ایک عجیب تغیر پیدا ہو گیا۔ چہرہ کی زردی بڑھ گئی۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئیں۔ الفاظ جو کہنا چاہتا تھا۔ نوک زبان پر آکر رک گئے۔ پہلے ایک مدھم کراہٹ پھر گہری آہ نکلی جسم میں زوردار تشنجی حرکت پیدا ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی!

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ لیوینیا نہ روئی۔ نہ اس نے بین کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے اپنے شوہر کے مرنے کا یقین ہی نہیں ہے۔ حالت وحشت میں خوف زدہ آنکھوں سے پہلے شوہر کے مردنی چھائے ہوئے چہرہ کو دیکھا۔ پھر باری باری ان پر نظر ڈالی۔ جو پلنگ کے گرد جمع تھے۔ شاید ان کے چہروں سے یا دل معلوم ہوا۔ کہ میرا سرتاج میری زندگی کا سہارا اٹھ گیا۔ اب اس کے منہ سے ایک جگر دوز چیخ نکلی۔ اور اس کے بعد لاش پر گر پڑی۔ معلوم نہیں یہ حرکت قصدی تھی یا بے اختیاری۔ بہرحال وہ اس طرح اپنے شوہر کے پاس گری۔ کہ اس کا سر لاش کے سینہ پر تھا حاضرین اس خیال میں تھے۔ کہ شاید فرط الم سے غش کر گئی ہے۔ مگر جب بہت دیر تک اسی طرح بے حرکت رہی۔ نہ ہلی۔ نہ اس کے منہ سے کوئی آہ نکلی۔ تو سب کے دلوں میں دہشت پیدا ہو گئی۔ انہوں نے ملکر اٹھایا۔ تو معلوم ہوا۔ اس کے منہ سے خون بہ رہا ہے۔ ڈاکٹر نے نبض دیکھی۔ اور کہا۔ یہ تو ہو چکی! معلوم ہوتا ہے۔ کوئی رگ پھٹ گئی۔

اس کے تھوڑی دیر بعد جب کرسچن اور کرسٹینا اس کمرہ سے رخصت ہوئے۔ تو ان کے دل فرط رنج و غم سے نڈھال تھے۔ مہارانی کے پاس جا کر انہوں نے سارا حال بیان کیا تو اندر مانے دردناک لفظوں میں کہا۔ "میرے عزیز و غریب لیوینیا مری نہیں۔ اس نے وفائے دوام کا سچا ثبوت پیش کیا ہے وہ شوہر کی پرستار تھی۔ اور پتی برت عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ ستی ہونا ہی دھرم ہے۔"

رات گذر چکی تھی جب کرسچن اور کرسٹینا آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں گئے مگر

نکی آنکھ ایک پل کے لیے نہ جھپکی۔

افسوس! وہ جو مدت دراز تک ڈیوک آف مارچ مونٹ کہلاتا تھا۔ اب کہاں ہے؟ وہ اس دنیا سے جہاں اس کو اسے قابل تعزیر بنا چکے تھے۔ اس جہان کو رخصت ہوگیا۔ جہاں اُسے اپنے اعمال کی جوابدہی ایک بہت بڑی عدالت کے سامنے کرنی تھی۔ اس کی بیوی بھی دنیا سے رخصت ہوگئی۔ مگر وہ اس زندگی میں فرشتہ تھی۔ اور یقین ہے کہ آسمان پر بھی فرشتگان جنت میں شامل ہوئی ہوگی۔ اس رات بہن بھائی نے باتیں کرتے ہوئے ایک عجیب بات کہی کہ غریب لیوبینیا شاید اس لیے اپنے شوہر کے ساتھ رخصت ہوگئی جو کہ خدا کے حضور میں اس کے گناہوں کی بخشش کے لیے التجا کر سکے۔

اس کے دوسرے دن یہ خبر عام طور پر مشہور ہوگئی کہ کرسچن اب ڈیوک آف مارچ مونٹ ہے مزارعین اس کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو وہ خلوص محبت سے ملا۔ اس نے حکم جاری کیا کہ لیوبینیا اور اس کے شوہر کو چپ چاپ مگر ادب و احترام کے ساتھ دفن کیا جائے۔ چنانچہ دونو کو خاندانی قبرستان کے تہ خانہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ وہ جو زندگی میں ہر وقت اپنے شوہر کے پہلو میں رہتی تھی۔ بعد مرگ بھی اس کے پاس ہی دفن ہوئی۔

ولسن سٹیفنوپ مسز آکسنڈن اور آریمیج کو اس وعدہ کے مطابق جو بہارانی اندرا نے کیا تھا رہا کر دیا گیا۔ مگر جیسا امید کی جا سکتی ہے۔ وہ تینوں ان واقعات کی نسبت جو قصر اوک لینڈس میں پیش آئے تھے۔ قصداً خاموش رہے۔ کیونکہ ان کی سلامتی کا تقاضا ہی یہ تھا۔ میڈم اینجلیک نے مجبور ہو کر اقرار نامہ لکھ دیا جس کے مطابق اس کی ناپاک دولت کا بڑا حصہ لندن کے مختلف خیرات خانوں کو منتقل ہوگیا۔ یہ اقرار نامہ مسٹر کولمین نے اپنے سامنے لکھوایا۔ اور اس پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ اور جب وہ قصر اوک لینڈس سے رخصت ہوئی۔ تو اپنے آپ کو بار بار اس خیال سے کوستی تھی۔ کہ اگر میں ان پر پیچ سازشوں میں اس قدر حصہ نہ لیتی تھی۔ تو آج اس نوبت کو کیوں پہنچتی۔ دو ہندوستانی محافظ بڑی رازداری سے بر کر کا نام اور بھیس بدل کر ایک بندرگاہ میں لے گئے۔ اور وہاں اس کو ایک جہاز پر جو ہندوستان جا رہا تھا سوار کرا دیا گیا۔ سگونہ کی لاش قصبہ اوک لینڈس کے قبرستان میں دفن ہوئی۔

اب تک ہم نے قصداً ان حالات کا ذکر نہیں کیا۔ جو بدنصیب ڈچس الزا کو قصر اوک لینڈس سے فرار ہونے کے بعد پیش آئے تھے۔ نہ اس کے بچوں کی ولادت کا راز ہی صاف کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ سارے حالات اس تحقیقات کے سلسلہ میں ظاہر ہوں گے۔ جو دارالامرا کی قائم کردہ کمیٹی نے کرسچن کے حقوق وراثت کے بارہ میں کی۔ مگر اس اہم انکشاف سے پہلے اس اقبالی بیان کا خلاصہ درج کرنا ضروری

معلوم ہوتا ہے۔ جو پیشنے دم آخر میں داروغہ پرس اور ڈاکٹر کے روبرو مسٹر کولمین کو لکھوایا تھا۔ اس بیان میں اس قصہ کے ابتدائی حالات کا کئی بار ذکر آئے گا۔ اس خیال سے کہ شاید وہ واقعات ناظرین کے ذہن سے اُتر گئے ہوں۔ ان باتوں کا ذکر مختصر جو برٹرام اور ایلزا کی داستان محبت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مقتول ڈیوک آف مارچ مونٹ ایلزا ہیسی سے شادی کرنے کے بعد ماہ عسل کا زمانہ بسر کرنے براعظم یورپ کو روانہ ہو گیا تھا۔ ۱۸۲۹ء کے موسم خزاں میں جب دونو فیملی ڈیوک انگلینڈ میں واپس آئے۔ تو لارڈ کلیڈن اور برٹرام وہیں تھے۔ اس وقت لارڈ کلیڈن کو جو بھائی کی اس داستان محبت سے جو زمانہ قیام آکسفورڈ میں پیش آئی بالکل بے خبر تھا۔ ایلزا اور برٹرام کی باہمی بے رخی پر سخت حیرت ہوئی۔ اس نے سوچا کہ مسز بیلی چونکہ ایلزا کی قریبی رشتہ دار ہے۔ اس لئے شاید وہ اس راز سے خبردار ہوگی۔ اور اس معمے پر روشنی ڈال سکے گی۔ جیسا ناظرین کو یاد ہوگا اس نے رفتہ رفتہ مسز بیلی سے سارے حالات معلوم کئے۔ اور یہ جاننے کے بعد کہ ان میں گہرے عاشقانہ تعلقات تھے۔ اس کے دماغ میں کئی طرح کے سازشانہ خیالات پیدا ہونے لگے۔ وہ قرضہ کے بوجھ سے دبا ہوا تھا۔ اور گو اس کا چچا ڈیوک آف مارچ مونٹ بڑا فیاض اور سخی تھا تاہم وہ بے شمار روپیہ جو بیوی کے ذمہ آتا تھا۔ اس سے ملنے کی امید نہ تھی۔ ادھر یہ خوف بھی ہر وقت دامنگیر رہتا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو قرضخواہ اس کو سارے حالات سے خبردار کر دیں۔ وہ چونکہ لین دین کے معاملہ میں بہت صاف تھا۔ اس لئے ڈر تھا کہ شاید اتنی مقروضیت کا حال جان کر مجھے عاق کر دے گا۔ سب سے زیادہ رنج اسے ڈیوک کی شادی کا تھا۔ کیونکہ دلہن کی جوانی سے اس بات کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ کہ اس کے بطن سے اولاد پیدا ہو جائے گی جس کے بعد میرے ڈیوک آف مارچ مونٹ بننے اور جائداد پر قبضہ پانے کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔ میں ہمیشہ اسی طرح مفلس و محتاج رہوں گا۔ آمدنی بمشکل دو ہزار سالانہ ہوگی اور میں ہزار سے زائد قرضہ شاید دوجنم میں بھی نہ اترے گا۔

پس بھائی کے عشق کا راز معلوم کرنے کے بعد اس کے دل میں کئی طرح کے فاسد خیالات پیدا ہونے لگے۔ مگر اس وقت تک اس کے ارادے کچھ بھی ہوں۔ بہر حال وہ چچا کو قتل کرنے کی نیت نہ رکھتا تھا۔ تجویز صرف یہ تھی۔ کہ کسی نہ کسی طرح ڈیوک کو بدگمان کر کے ایلزا سے طلاق کے سامان پیدا کئے جائیں تاکہ افزائش نسل کا امکان ہی نہ رہے۔ لارڈ کلیڈن کے لئے مخفی نہ رہے۔ کہ اس جگہ لارڈ کلیڈن سے مراد بیوی کی ذات سے ہے) اس مقصد کو حاصل کرنا اسے ضروری تھا۔ کیونکہ اسی صورت میں ڈیوک کے انتقال پر ریاست کی جائداد اور نوابی سکول سکتی تھی۔ اور اس صورت میں وہ اپنے قرضخواہوں کو بھی وعدہ وعید کر کے ٹال سکتا تھا۔

یہ سوچ کر اس نے اپنی تجویز کو عملی صورت دینے کا کام شروع کیا۔ اب وہ ہر وقت ڈیوک کے پاس رہتا ہر بات میں اس کی ہاں سے ہاں ملاتا۔ اور جس طرح ممکن ہوا اپنے آپ کو اس کا معتمد بنانے کی کوشش کرتا تھا آدمی ریاکار تھا۔ اس لئے دل میں ہر طرح کے فاسد خیالات رکھتے ہوئے بھی بظاہر بڑا حلیم و نرم مزاج بنا رہا۔ اور یہ کام اس خوبی سے کیا کہ ایک طرف بھائی کی محبت اور دوسری جانب ڈچس کی تعظیم میں فرق نہیں آنے دیا۔ ڈیوک اس کی باتوں پر مرہونِ منت ہو چکا تھا۔ چنانچہ ایک روز جب الزا اور برٹرام کی باہمی سرد مہری کا ذکر شروع ہوا تو کلینڈن نے باتوں باتوں میں کہدیا کہ یہ رکھائی اور بے تعلقی محض حد سے بڑھی ہوئی شرم کی وجہ سے ہے۔ اگر دونو کو ایک دوسرے سے ملنے کے زیادہ موقعے دیے جائیں۔ تو یقین ہے یہ نقص جلدی رفع ہو جائے گا۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ اسی کی تحریک پر ڈیوک نے برٹرام اور الزا کی میل ملاقات کے سامان پیدا کئے تھے۔ لارڈ کلینڈن کی چال چل نکلی۔ یعنی ڈیوک نے اس کی نصیحت پر عمل کرنا منظور کر لیا۔ اور انجام وہی ہوا جس کی امید تھی۔

آخر جب برٹرام اور الزا ایک دوسرے سے ملنے لگے۔ تو یہ ان کی نگرانی کرنے لگا۔ اب وہ چھپ چھپ کے دیکھتا۔ کہ دونو کس طرح ملتے ہیں۔ کیا گھاتیں ہوتی ہیں۔ اور محبت کی دبی ہوئی چنگاری کس طرح سلگتی ہے۔ رفتہ رفتہ معاملات نے انتہائی صورت اختیار کی۔ تو لارڈ کلینڈن نے جو اس موقعہ کے انتظار میں تھا۔ انداز تحریر بدل کر ڈیوک کے نام ایک گمنام خط لکھا۔ اور اس میں تحریر کیا۔ کہ آپ کا بھتیجا برٹرام وہ کر رہا ہے جسے کوئی مرد ذلیل ہی گوارا نہیں کر سکتا۔ قاعدہ ہے کہ ایسے موقعوں پر بدگمانی کی آگ بہت جلد بھڑکتی ہے۔ خط پڑھتے ہی ڈیوک بھپر گیا۔ آہ! یہ رنگ لائی گھڑی۔ کیا اسی لئے پارسائی کی نمائش ہو رہی تھی۔ اب اس نے برٹرام اور الزا کی نقل و حرکت کی نگرانی شروع کی حتےٰ کہ ایک دن انہیں عشق کے مضمون پر پر جوش گفتگو کرتے سنا۔ اور اس کے ساتھ ہی بغلگیر ہوتے بھی دیکھا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کا پورا حال اس داستان کی جلد اول میں آچکا ہے۔ برٹرام حالت جوش میں رخصت ہو کر گاؤں کی سرائے میں چلا گیا۔ رستہ میں ہیو ملا۔ اس سے اس نے سارا حال بیان کر دیا اور وہ خادمائیں ڈچس کو سہارا دے کر محل میں لے گئیں۔ اس وقت ڈیوک نے غضبناک ہو کر حکم دیا۔ کہ مسز ہیلی کی کی گاڑی فوراً تیار کرو۔ اور ڈچس کو اسکے ساتھ ہی رخصت کر دو۔ لارڈ کلینڈن اپنی کامیابی پر دل ہی دل میں خوش تھا۔ مگر دکھاوے کے لئے ایک طرف ڈچس سے ہمدردی اور دوسری جانب برٹرام کے لئے التجائے رحم کرتا جاتا تھا۔ محل میں پہنچ کر ڈچس نے ایک خط لکھا اور یہ کہکر ایک خادمہ کو دے دیا کہ مسز ہیلی کے ہاتھ ڈیوک کو پہنچا دینا۔ یہ خط لارڈ کلینڈن کے ہاتھ آ گیا۔ اور وہ خود اسے ڈیوک کے پاس لے کر پہنچا۔ خط چھپانے کی جرأت تو اس لئے نہ ہوئی کہ اگر یہ راز کسی طرح ظاہر ہو گیا۔ تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ مگر خط پیش

کرتے ہوئے اس نے سعی مصالحت کے پردہ میں کچھ اس پیرایہ سے گفتگو کی کہ ڈیوک کی بدظنی اور بڑھ گئی۔ لارڈ کلینڈن کا مقصد پورا ہوا۔ اور ڈیوک نے الزا کا خط پڑھنے سے انکار کر دیا۔ کمرہ سے باہر آکر لارڈ کلینڈن نے خادمہ سے کہا کہ سرکار نے خط پڑھ لیا۔ مگر فرمایا کہ ہمارا فیصلہ ناطق ہے اس میں فرق نہیں آسکتا۔ ڈچس کو یہ اطلاع پہنچی تو آخری امید ہاتھ سے نکلتے دیکھ کر با دیدہ گریاں و دل بریاں اس گھر سے رخصت ہو گئی۔

ادھر برٹرام نے گاؤں کی سرائے سے ڈیوک کے نام ایک خط لکھا جس میں الزا کی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے سارا حال تحریر کیا۔ چنانچہ لارڈ کلینڈن اس جگہ اس سے ملنے گیا۔ تو برٹرام نے اسے بھی اس واقعہ کی اطلاع دی تھی۔ جب ڈیوک نے یہ خط پڑھا تو غصے کے بادل پھٹنے لگے۔ اور جوش کی تاریکی میں شبہ کی روشنی نور صباح کی طرح نظر آئی۔ اس وقت بار اول خیال آیا۔ کہ ممکن ہے الزا واقعہ میں بے قصور ہو۔ اس نے فوراً ڈچس کی خادمہ جین کو بلایا۔ جس نے بیان کیا کہ سرکار تبھی رخصت ہو گئی تھیں۔ جب حضور نے ان کے خط کا جواب سختی کے لہجہ میں دیا تھا۔ مگر جاتے وقت خدا کو حاضر جان کر کہتی تھیں۔ کہ میں بالکل بے خطا ہوں۔ جین نے یہ بھی کہا۔ کہ لارڈ کلینڈن کے ہاتھ جو چٹھی حضور کے پاس بھیجی گئی تھی اس میں بعض تحریروں کا ذکر تھا۔ جو سرکار کے میز کی ایک دراز میں بند ہیں۔ ڈیوک بیتابی سے اٹھا۔ الزا کے کمرہ میں جا کر دراز کھولی۔ اور سب کاغذات نکالے۔ اب ان خطوں کو پڑھ کر جو کسی زمانہ میں برٹرام اور الزا نے ایک دوسرے کو لکھے تھے۔ اسے ان کی داستان عشق کا حال معلوم ہوا۔ ڈیوک کی آنکھوں سے پردہ گر گیا۔ اور اب یقین آیا کہ الزا واقعی بے خطا تھی۔ جوش وحشت میں کمرہ سے باہر آیا۔ تو لارڈ کلینڈن مل گیا۔ جو سرائے میں برٹرام سے مل کر واپس آرہا تھا۔ ڈیوک جان چکا تھا۔ کہ اس شخص نے مجھے سخت دھوکا دیا ہے۔ چنانچہ وہ اسے کمرہ نشست میں لے گیا۔ اور وہاں علیحدگی میں اسے بڑے سخت لفظوں میں فہمائش کی۔ جب اس کو معلوم ہوا۔ کہ میری عیاری ظاہر ہو گئی تو بہت گھبرایا۔ اس کے اضطراب سے ڈیوک کو اور بھی یقین ہو گیا۔ کہ خطا وار ہے۔ اس کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتا باہر آگیا۔

لارڈ کلینڈن نے جب دیکھا کہ کھیل بگڑ گیا۔ فائدہ تو ایک طرف چچا سے خوشگوار تعلقات بھی ختم ہوئے تو سخت پریشان ہوا۔ اسے دکھا کہ میں ایک خوفناک غار کے دہانہ پر کھڑا ہوں اور ضرور اس میں غرق ہو جاؤں گا۔ جو تجویزیں بھائی کو ذلیل و پامال کرنے کے لئے سوچی تھیں۔ سب کا الٹا اثر اپنی ہی ذات پر ہوا۔ اب معلوم ہوا کہ نہ صرف ڈیوک اور ڈچس میں پھر مصالحت ہو جائیگی۔ بلکہ وہ مجھ سے زیادہ برٹرام سے محبت کرنے لگے گا اپنے لئے تباہی اور ذلت کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس وقت حالت یاس میں اسکو چچا کے قتل کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ یہ کام جس قدر جلد ہو جائے۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ آدمی بڑا فریبی تھا۔ اس لئے دکھاوے کی خاطر ڈچس کے گم ہونے پر بڑی تشویش ظاہر کرنے لگا۔ چنانچہ نوکروں سے بھی کہا۔ کہ اگر کوئی ڈچس کو ڈھونڈ لائے گا۔ تو میں اس کو معقول انعام دوں گا۔ اور خود بھی اس کی تلاش کے بہانہ چل دیا۔ حالانکہ اصل مقصد چچا کو تلاش کر کے قتل کرنا تھا۔ اتفاق سے پہلی بار

اس سے میل نہ ہوسکا۔ اس لئے تھوڑ وک لینڈٹس میں واپس آگیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ڈیوک بھی آ پہنچا۔ اب کی بار لارڈ کلینڈن نے اس کا قصہ پاک کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد اسے اپنے نوکر ٹریورس کی زبانی معلوم ہوا کہ ڈیوک پھر باہر چلا گیا ہے۔ اس وقت رات کا ایک بجا تھا۔ لارڈ کلینڈن نیند کا بہانہ کر کے رخصت ہوا اور سب کے سامنے ٹریورس سے کہا کہ مجھے علی الصباح جگا دینا۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ڈچس کو ڈھونڈنے جاؤنگا۔ مگر جب ٹریورس اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ تو یہ دبے پاؤں اپنے کمرہ سے نکلا۔ ایک پستول اور وہ خنجر جسے اس نے برٹرام کے کمرہ سے چرایا تھا ساتھ لیکر محل سے باہر آیا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر تلاش کرنے کے بعد ڈیوک تالاب کے پاس کھیتوں میں پھرتا ہوا مل گیا۔ کلینڈن کو دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا۔ حالت جوش میں کہنے لگا "نابکار تو ہی اس خرابی کی جڑ ہے خبر کیا ہے ابھی ضرور تجھ سے سمجھونگا" یہ کہکر ایک طرف کو جا رہا تھا کہ کلینڈن نے پیچھے سے وار کر دیا۔ خنجر بدنصیب ڈیوک کے شانہ کو چیرتا ہوا گہرا اتر گیا۔ ڈیوک کا وفادار کتا بلیو لوم اس کے ساتھ تھا۔ آقا کو قتل ہوتے دیکھکر اس نے خوفناک چیخ ماری اور کلینڈن پر جھپٹا۔ مگر کلینڈن نے جھٹ پستول کا فائر کر دیا۔ کتے نے کوٹ کا دامن مضبوط پکڑ لیا تھا۔ مگر کلینڈن کو معلوم نہ ہو سکا۔ کہ کوٹ کی دھجی اس کے منہ میں رہ گئی ہے۔ کتا زخمی ہو کر گرا اور قاتل بھاگ نکلا۔ محل میں واپس جا کر وہ اسی طرح دبے پاؤں اپنے کمرہ میں پہنچا۔ مگر یہ بات کہ کوٹ کا ٹکڑا کتے کے منہ میں رہ گیا ہے پھر بھی معلوم نہ کی۔ صبح چھ بجے گھر کے نوکر بیدار ہوئے۔ چنانچہ ڈیوڑھی کا دروازہ کھلا۔ تو زخمی بلیو لو گھسٹتا ہوا اندر آ گیا۔ اسے دیکھ کر بہت سے نوکر جمع ہو گئے۔ لارڈ کلینڈن نے ان کی آوازیں سنیں۔ تو گھبرا کر اٹھا۔ اور شبخوابی کے لباس میں جو اس نے قصداً پہن لیا تھا کہ ہر شخص کو یہی معلوم ہو وہ سو کر اٹھا ہے نیچے اترا۔ ڈیوڑھی میں پہنچا تو نوکر کتے کے گرد جمع تھے۔ اس کے منہ سے کپڑے کی دھجی زمین پر گر چکی تھی۔ ٹریورس بھی وہیں تھا۔ جب اس نے دھجی کو دیکھا تو چونک گیا۔ دوڑتا ہوا سیدھا اپنے آقا لارڈ کلینڈن کے کمرہ میں گیا۔ اور اس جگہ وہ کوٹ دیکھا جس میں دھجی کے برابر چاک موجود تھا۔ یہی وہ کوٹ تھا جو لارڈ کلینڈن نے ڈیوک پر وار کرتے وقت پہنا ہوا تھا وہ اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ لارڈ کلینڈن بھی وہیں آ گیا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اب اس سے کوئی بات چھپانا غیر ممکن ہے التجائی نظروں سے دیکھتے ہوئے نوکر سے کہنے لگا "ٹریورس چپ رہنا چپ رہو گے۔ تو مالا مال کر دونگا"

ٹریورس نے انداز تسلیم سے سر جھکا لیا۔ مگر اس کی نگاہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس بیان کو آقا کے جرم کا ثبوت کامل سمجھتا ہے۔ بعد ازاں جس حالت میں ڈیوک کی لاش ملی اور جس چالاکی اور ہوشیاری سے لارڈ کلینڈن نے بظاہر برٹرام سے ہمدردی کرتے ہوئے شبہات کا سارا بوجھ اسکے سر ڈالا۔ اس کا حال ناظرین پہلی دو جلدوں میں پڑھ چکے ہیں یہی وہ واقعات تھے۔ جو میو نے مرنے سے پہلے مسٹر کولمین وکیل کو قلمبند کرائے اور ان پر اپنے دستخط ثبت کر دیئے۔ کولمین وکیل۔ ولفنہ پروس اور ڈاکٹر کی شہادتوں سے یہ بیان ہر طرح مکمل ہو گیا۔

بائیسویں جلد ختم ہوئی

خونی تلوار

رینالڈس کے بےنظیر تاریخی ناول میسیکر آف گلنکو کا اردو ترجمہ

منشی بہرمتہ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے
اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر حاوی ہے۔ جیسا ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا ایسے ہولناک
واقعہ پر رینالڈس کی تحریر۔ پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔

گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے
کانپتے ہیں۔ رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہیئے۔
حب وطن اور قومی عزت کی تصویر۔ آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی مظالم کی نہ
بھولنے والی داستان مکمل ۵۸۰ صفحہ قیمت للعہ روپیہ۔

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول پیری سائڈ کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب بلہوری کے قلم سے

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے!

باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا اور اس کے نرم چمکیلے اور گھومے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرتا
ہے یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے۔ اور صرف یہ امید اس
کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر
ہوتی ہے۔ ایسا ہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس پر محبت دل
میں خنجر بھونک دیں۔ جو ہر وقت اسی کے لئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا۔ ہائے کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل
نفرین ہو سکتی ہے؟ نہایت زوردار۔ بڑا پردرد۔ نہایت درجہ سبق آموز مکمل ۶ جلدیں ۱۰۱۶ صفحے قیمت للعہ

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو اب تک ہمارے اہتمام سے شائع ہوئے ہیں

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۱۰ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴۸	[illegible]
" (۱۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۹۵۱	[illegible]
باپ کا قاتل (۲ حصے)	میری سائمنڈ	منشی شمیم الدین صاحب الہدی	۵۱۶	[illegible]
خونی تلوار	بیبیگر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۸۵۸	[illegible]

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۶	[illegible]
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفیشنز آف آرسین لوپن	"	۱۶۰	[illegible]
چلتا پرزہ	" آخری حصہ	"	۵۶	۸
خونی ہیرا (۲ حصے)	ایرسٹ آف آرسین لوپن	"	۱۴۹	[illegible]
خونی چراغ	جیوڈاش لیمپ	"	۱۰۳	۱۲

ایڈگر جیپسن اور مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
نقلی نواب	آرسین لوپن	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴	[illegible]

ولیم لیکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہشت ڈاپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۰	[illegible]

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	ریکنش ڈارڈ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۰	[illegible]

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
روحوں کا اخراج	ٹریبوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۶۴	۱۰

شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۲۵	۱۲
کہانیوں کا تاج			۳۵	۱۴

ملنے کا پتہ

لال برادرس پبلشرز روڈ ڈونگھا لاہور